چشمۂ فیضِ نور



سید مہدی جعفر

چشمۂ فیض نور

(مدحت و منقبت)

سید مہدی جعفر

چشمۂ فیض نور

سید مہدی جعفر

CHASHMA-E-FAIZ-E-NOOR

SAIYED MEHDI JAFAR

نام کتاب : چشمۂ فیض نور

مصنف : سید مہدی جعفر

سن اشاعت : ۲۰۱۰ء

تعداد : ۵۰۰

طباعت : شارپ ٹریک کمپیوٹرز، الہ آباد

مصنف کا پتہ : 729/1284A، دریا آباد، الہ آباد 211003

فون موبائل : 09452495669، 09451054293

والد مرحوم سید علی جعفر

اور

والدہ مرحومہ ساجدالنساء

کے نام

فہرست

مقدمہ منقبت

منقبت کی روح پہچاننے سے قبل عقیدے اور ایقان پر نگاہ ڈالنا لازم ہے۔ اس لیے کہ منقبت کا اطلاق کارِ منصبی انجام دینے والی ان برگزیدہ ہستیوں پر ہوتا ہے جن کو مثالی نمونہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

عقیدہ وہ محرک ہے جو حقیقی علم کے اضافہ میں معاون ہوتا ہے۔ عقیدے اور یقین کا ساتھ چولی دامن کی طرح ہے اور یقین عقیدے کی جان ہے۔ قرآن کی بنا پر اہل تصوف نے عین الیقین (وہ یقین جو کسی چیز کے مشاہدے سے حاصل ہوتا ہے)، علم الیقین (وہ یقین جو کسی چیز کی ماہیت سے آگاہی کے باعث پیدا ہوتا ہے) اور حق الیقین (وہ یقین جو کسی چیز یا بات کی حقیقت جاننے یا دل کی آنکھ سے دیکھنے کی بنا پر وجود میں آتا ہے) کی جانب متوجہ کیا ہے۔ ان میں سب سے بلند مرتبہ حق الیقین کی منزل ہے۔

نفسیات اور علم بشریات (ANTHROPOLOGY) کی سطح پر عقیدے کا تصور دورِ قدیم سے موجود ہے۔ مابعد جدید عہد کی ۹۰۔۱۹۸۰ء کی دہائی سے عملی لسانیات کے مفکروں نے عقیدے کے تفاعل، عمل اور ردِعمل میں خاص دلچسپی لینا شروع کی جو روز افزوں ہے۔ متعدد تھیوریاں سامنے آئیں اور غور و فکر کے نئے باب کھلے۔ عقیدے اور ایقان کو علم حاصل کرنے کا پرقوت ذریعہ تسلیم کیا گیا۔ ان تھیوریوں میں عوامی لسانیات (FOLK LINGUISTIC)، لسانی علمی جستجو کی ثقافت

(CULTURE OF LEARNING LANGUAGES) اور زبان کی وساطت سے حصول علم کے عقائد (LANGUAGE LEARNING BELIEFS) شامل ہیں جو تحرک یا حرکی قوت، شخصیت، اس کی شناخت اور حصول علم کی مقناطیسیت پر روشنی ڈالتے ہیں۔

چنانچہ عقیدہ فن وادب کی مرکزی قوت کا نمائندہ ہے۔ ہر شخص کا عقیدہ سہولت اور پیچیدگی کے دہرے دھاگوں کی بٹائی اور بنائی سے متصف ہے۔ یہ ایک تہذیبی پیراڈاکس (بہ ظاہر مہمل در حقیقت صحیح بات) کے مثل ہے۔ یہ ایک عوامی مظہر یا فنامنان (PHENOMENON) ہے جس سے دلی اور روحی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔

میرا عقیدہ ہے کہ ہر وہ شخص جو نیک دل، نیک شعار اور نیکوکار ہے اور جو شعوری یا لاشعوری طور پر اسلام کے بنیادی اصولوں کی نفی نہیں کرتا بخشش کا حقدار ہے خواہ اس نے کسی بھی فرقے، مسلک یا ماحول میں آنکھیں کھولی ہوں اور اس میں سانس لے رہا ہو۔

میرا عقیدہ یہ بھی ہے کہ دنیاوی حکومت کے شائقین اور عامتہ الناس کی فطرت کبھی نہ کبھی اور کسی نہ کسی شکل میں شیطانی مداخلت سے متاثر ہوسکتی ہے۔ خناس غلبہ کا دباؤ ڈالنے اور برتری دکھانے والی قوموں کے رگ و ریشے میں دوڑنے لگتا ہے اور تقسیم وحکومت کی خالص دنیاوی پالیسی کو فروغ دینے پر اکساتا ہے۔ خود ساختہ اور اپنی ہی منفعت پیش نظر رکھنے والے ملکوں، رہنماؤں، حتیٰ کہ اکثر مولویوں اور ملاؤں کو ملیح سیاسی مہرہ بناتے ہوئے عقیدوں میں فساد کی ملاوٹ کردیتا ہے۔ لہٰذا شناخت کا مسئلہ اہم ہو جاتا ہے تاکہ بیجا اور بے سروپا نفرتیں دلوں میں گھر نہ کرلیں۔ ہماری اجتماعی بہبود کی خاطر اس کے سوا کیا چاہیے۔

میرا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا میں ایسی نمائندہ ہستیاں پیدا ہوئی ہیں جن کی پرنور سیرت اور کوہ نما ثابت قدم طرزِ حیات میں کسی طرح کی کمزوری اور کجی نہیں پائی گئی۔ مجھے یقین ہے کہ اس امر کی عالی شان اور افضل ترین نمائندگی کرنے والے ہمارے پیغمبرؐ، ان کی آل اور ان کے مقرب افراد تھے۔ یہ اسلام کے حقیقی اور دائمی رہنما تھے۔ یہ حق و باطل میں خطِ امتیاز کھینچنے والے، محبت کے حقدار اور محبت کرنے والے اللہ کے وہ مقرب بندے تھے جن کی راہوں سے گزر کر دعائیں قبول ہو جایا کرتی ہیں۔

ہر زاویہ سے ان کی سیرتوں کے انکشاف اور مزید تحقیقات (RESEARCHES) کی تفہیم سے ان کے نقوش پر پڑی صدیوں کی دھند کی صفائی اس افراتفری والے دور کی ضرورت ہے تاکہ دلوں میں عرفانی اعتماد اور توانائی سرایت کر سکے۔ اس ضمن میں توجہ کے ساتھ قدیم لائبریریاں چھانی جائیں، ملفوظات اور مکتوبات سے مواد اکٹھا کیا جائے اور 'حق الیقین' کو معاشرتی سطح سے منکشف کیا جائے۔ یہ نیک اور صالح کام ہوگا جو بے فائدہ مناظرے بازی کی جگہ مکالمے (DISCOURSE) کا طالب ہوگا۔ چنانچہ قوم و ملت میں رائج مختلف النوع عقائد پر ضرب لگانے اور افواہیں پھیلانے کے بجائے ان کے ساتھ تحمّل کا سلوک اور تحلیل کا دوستانہ رویہ برتا جائے اس لیے کہ یہ شخصیتیں عام لوگوں کی طرح ہوتے ہوئے بھی ان سے انتہائی مختلف ہیں۔

اللہ پر یقین مجھے اس ناہموار دنیا میں زندہ رہنے کا حوصلہ فراہم کرتا ہے۔ پیغمبرؐ، قرآن، آلِ پیغمبرؑ اور ان کے خاص مقربین سے دلی ارتباط میں اس یقین کے تانے بانے ہیں۔ یقین کی پختگی، قربت اور محبت پیدا کرتی ہے، نفرتوں کو دوستی میں بدل دیتی ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ شجرِ اسلام کو فکر و عمل یعنی ذہنی، جانی، مالی، روحی اور ابتلائی کاوشوں نے سینچا ہے۔

آج کی بے چین اور شر پسند دنیا اس بے گناہ اور بے خطا صلح کل کی استطاعت سے محروم ہوتی جارہی ہے جس کی جھلملاتی روشنی سے یہ چراغ منور ہیں۔

تعریف وتوصیف کی نفسیات شعور کی داخلی گیرائی کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ دوسری طرف دنیاوی فنکار کے لئے اگر کوئی ناقد تعریف وتوصیف کی لفظیات استعمال کرتا ہے تو یقیناً وہ اپنے منصب سے پھر جاتا ہے۔ انصاف کا تقاضہ ہے کہ نقاد فن پارے کو باریک جراحی عمل سے گزار کر ایسا نقد برآمد کرے جو فنکار، قاری یا سامع کے لیے کارآمد، مفید، زندہ وتازہ ہو۔ تعریف وتوصیف کی حقدار عظیم ذات باری ہے یا وہ ذاتیں ہیں جو معصوم ومصفا ہیں، اولوالعزم ہیں، اپنی کشتیوں میں محفوظ ہیں اور علیہ السلام ہیں۔ ادیب وشاعر تعریف وتوصیف کے نفسیاتی اور فطری دباو سے پھوٹے ہوئے چشمے کو راہ (VENT) دینے کے لیے ایسے ہی سربرآوردہ دینی رہنماؤں کی جانب متوجہ ہوسکتا ہے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب ادیب وشاعر اپنی ذات کو توصیف وتعریف سے محفوظ رکھے اور اس پر الحاد کا غلبہ نہ ہو۔

قصیدے کی تاریخ عہد قدیم سے ترقی یافتہ ہے اور اس کے تخلیقی سوتے میں آب حیات موجزن ہے۔ پروفیسر ابو محمد سحرؔ نے ''اردو میں قصیدہ نگاری'' کے عنوان سے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں عرب کے دور جاہلیت سے لے کر پچھلی صدی تک موجود قصیدے کی تاریخ کا محاکمہ کرتے ہوئے اس صنف کی علمی اور ادبی خوبیوں کو ناقدانہ نقطۂ نظر سے بیان کیا ہے۔ حال ہی میں مہدیؔ آعظمی کے مجموعے ''سرمایۂ عقبیٰ'' میں انھیں کے فرزند ڈاکٹر شعورؔ آعظمی کا ایک چھوٹا سا مضمون شامل ہے جو فن قصیدہ نگاری کے نکات ولوازم پر مرکوز ہے۔ تمام خوبیوں کے باوصف راقم الحروف پروفیسر سحرؔ کے اس فیصلے سے قطعاً مطمئن نہیں کہ ''قصیدہ دراصل ختم ہو چکا ہے'' جس طرح چند ناقدین کے اس فیصلے سے اتفاق نہیں کرسکتا کہ ''کہانی مرچکی

ہے''۔ مختلف اصناف فن کو پھانسی پر چڑھانے کی سفاک روش عموماً مغربی راہوں سے در آئی ہے جہاں اکثر آوازیں اٹھتی رہتی ہیں کہ خدا مر چکا ہے، فکشن کا خاتمہ ہو چکا ہے یا لٹریچر کا تمت بالخیر لکھ دیا گیا ہے۔ ہمارے یہاں تیز رفتار راکٹ کے دوش بدوش سائکل کی ضرورت قائم ہے۔ ہم نے اپنی زمینوں اور علاقوں سے اسے خارج نہیں کیا۔ قصیدے اردو ادب کی ترویج و فروغ میں آج بھی ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ کہانی کی صنف کی طرح قصیدے کی جڑیں عہد نو کی زمین میں پیوست ہیں اور اس کی شاخوں میں نئے کلے پھوٹتے نظر آتے ہیں بس اسے منفی فکر و نظر سے بچانے کی ضرورت ہے۔

فلک الافلاک قامت شناسی اور ستائش میں تخیل آفرینی کی ایسی گنجائش ہوتی ہے جس کا تعلق روایتوں سے ثابت ہو۔ منقبت کا شاعر یہاں وہاں مبالغے سے کام لیتا معلوم ہوتا ہے مگر دراصل وہ روایات کا سہارا حاصل کرتے ہوئے اپنے شعری حوصلے کو منظر عام پر لے آتا ہے۔ یہ علم الیقین کی منزل ہے جو نقاد کے عین الیقین سے پرے ہے۔ قدیم دکن کے مشہور شاعر نصرتیؔ کے قصیدے کا ایک شعر ہے۔

خوش باش کا مہکار ادک ہفتم فلک میں جا پڑیا
پروردگی پا کر زحل خوشبو پکڑیا عنبری

اس میں شاعر کے مدحیہ تخیل کا نقطۂ عروج ہے۔

جہاں تک میرا تعلق ہے مجھے بھی رسولؐ، آل رسولؐ اور ان کے اصحاب کی مدح سرائی (جس میں نعتیہ کلام شامل ہے) اور منقبت مرغوب ہے۔ اس مجموعۂ کلام میں راقم الحروف نے تعریف و توصیف کے فطری تقاضوں کو نکاسی (VENT) دینے کی راہ اپنائی ہے۔ اس کے پس پردہ عوامی معرفتی ماحول کا مطالبہ ہے جو میری جائے سکونت کے گردا گرد سرگرم ہو کر تموج پیدا کرتا رہا۔ منقبت کے تخلیقی سوتے میں رساؤ

اسی کا نتیجہ ہے۔

علامہ اقبالؔ نے 'مسلمانوں کے ایک ہوجانے' کا خواب دیکھا تھا۔ یہ سربلند ہستیاں جو انتہائی دشوار گزار اور اذیت ناک مرحلوں میں ثابت قدم رہتے ہوئے مشکلوں اور آفات کا مقابلہ کرتی رہیں اس محیط الارض خواب کی تعبیر فراہم کرتی ہیں۔ تعمیری سمنٹ کی مانندان کے ہاتھوں میں مملکت اسلام کے تمام مسلکوں کی پیوستگی اور دنیا کی قوموں کی صالح پرداخت کا نسخۂ کیمیا ہے۔ 'امام' کا خطاب اور 'مولانا' کا لقب انھیں پر زیبا ہے کہ یہ شخصتیں قوم وملت کے ہر بشر کو اپنی داخلی توانائی پر قابو اور اختیار کی جانب متوجہ کرتی رہیں۔ شاعر مشرق کے مطابق ہر فرد کی حقیقی اور شیئی خلقت میں خورشید نما ایٹمی جوہر پوشیدہ ہے۔

حقیقت ایک ہے ہر شئے کی خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرے کا دل چیریں

زبان کا علاقہ معاشرتی اجتماعی شعور ولاشعور ہے۔ یہ صنف سخن لسانی مشرقیات کی ایک طویل مدت کومحسوس کرنے ،قدیم کو جدید انداز میں پرکھنے اور عصری سطح پر برتاؤ کا تقاضا کرتی رہی ہے۔ خراج عقیدت کے لب ولہجہ میں یہ شعری کاوش آپ کے ذوق کوتسکین کا سامان بہم پہنچا سکے تو میری خوش نصیبی ہوگی۔

الہ آباد۔ ۸؍دسمبر ۲۰۰۹ء

سید مہدی جعفر

حمد

جو خود ہے کائنات کا داور خدا ہے وہ
تخلیق نور جس کا ہے مظہر خدا ہے وہ
برگ وطیور جس کے ثنا خواں و نغمہ خواں
قطرے کو بخش دے جو سمندر خدا ہے وہ

تو لازماں ہے زمانے کی بات میرے لیے
سجی دھڑکتی ہوئی کائنات میرے لیے
ترے دیار مشیت میں جستجو میری
کھلا ہوا ہے در ممکنات میرے لیے

نعت

یا محمدؐ مصطفےٰ صلِ علیٰ صلِ علیٰ
یا رسول دوسرا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

یا حبیب کبریا صلِ علیٰ صلِ علیٰ
یا امیر الانبیا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

عافیت کے رہ نما اے رحمت للعالمین
شافع روز جزا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

ساعت خلقت میں دیکھی سامنے تخلیق کی
ابتدا سے انتہا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

سرعت معراج تھی اک جست تھی اور عرش تھا
جسم برق نور تھا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

گفتگو پیش خدا تھا کس بشر کا حوصلہ
مرتبہ تھا آپ کا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

آپ اول آپ آخر آپ اوسط آپ کل
کیا شرف ہے آپ کا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

آپ کے ہاتھوں میں آکر ہر بیاں قرآن کا
بن گیا اک معجزہ صلِ علیٰ صلِ علیٰ

آپ ہی کا ذکر گویا ہے علاج درد دل
خود تصور ہے دوا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

آپ کے در کا وسیلہ اور جعفؔر کی دعا
عرش تک پہنچی صدا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

☆☆☆

مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عرب کی سرزمیں پر تھی قصیدے کی فراوانی
کہ یہ صنف سخن تھی شہرۂ آفاق و لاثانی

بڑے ہیں نام امرالقیس کے حسان و دعبل کے
کیا تاریخ نے ان کے قصیدوں پر زرافشانی

یہاں تھی حافظِ شیراز کی بالا سخندانی
ثنا میں طاق تھے عرفی و قاآنی و خاقانی

قصیدے کو ملا. آئینۂ عہد قطب شاہی
حکومت نے جہاں آئین فن کی قدر پہچانی

قطب نے نصرتی شاہی ولی نے اور حاتم نے
دبستان دکن کو کر دیا مدحت سے نورانی

کمال ذوق کی میزان پر تھا جوہر علمی
امیر و غالب و مومن نے کی اس جا زرافشانی

رخ تحریرِ روشن لفظ کی جلوہ نمائی سے
عیاں سوداؔ و انشاؔ کی ہمہ گیری ہمہ داںئی

شہیدیؔ اور اسیرؔ آے جلالؔ آئے انیسؔ آئے
گہر برسا رہا تھا معرفت کا ابر نیسانی

منیرؔ و محسنؔ و محشرؔ دبیرؔ اقبالؔ اور حالیؔ
سخنور ہو گئے ان راستوں کی خاک جب چھانی

چلن نعت و قصیدے کا ہوا اکثر علاقوں میں
سر بزم چمن نغمہ سرا تھا مرغ بستانی

ہمارے عہد میں جعفرؔ بہت ہے تنگ دامانی
طلب کرتی ہے ہر ساعت یہاں جینے کی قربانی

یہ دنیائے دنی ہے یا ہبوط عالم فانی
اسے روکے تنزل سے کوئی اسرار پنہانی

''الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و نا ولہا''
کہ دل کا خون کرتی ہے سیاست کی ستمرانی

”شب تاریک وبیم موج وگردابے چنیں ہائل“
مجھے ڈر ہے گذر جائے نہ اب سر سے مرے پانی

”کجا دانند حال ما سبکساران سا حلہا“
انھیں کیا فکر جو کرتے نہیں دریا کی نگرانی

جو اہل علم ہیں پاتے ہیں وہ ایذائے روحانی
”کجا طاؤس بستانی کجا غول بیابانی“

”ترقی کو تنزل ہے تنزل کو ترقی ہے“
رسائی دے الٰہی اور مٹا دے جوش نادانی

نہ جانے اور کتنی مشکلیں ہیں عشق میں آنی
رہ الفت ہے یارب ہو عطاؤں کی فراوانی

یہ ہو ایسی فراوانی کہ چھولے حد امکانی
توجہ کر دل مجموعۂ وصف جہاں بانی

ضیا پھیلی جو چمکا مثل سینا نور یزدانی
سر منبر درخشاں ہو گئیں آیات قرآنی

بر آیا مدعائے کن رسالت ہے یہ لاثانی
رسولؐ حق کو حلقہ میں لیے ہے فضل ربانی

نبیؐ کی معرفت جن و بشر نے تازگی پائی
خلائق کے لیے رحمت بنی تسبیح سبحانی

بلایا عرش پر خالق نے جب خلقؐ مجسم کو
وہاں راز و نیاز شوق کی باہم تھی آسانی

کرن ایسی لیے جاتی تھی کھینچے بام سدرئ پر
اگر انگشتری میں ہو تو مل جائے سلیمانی

پڑی تھی رو برو کچھ اس طرح قوسین کی چلمن
کہ دیکھے اوٹ سے محبوبؐ کو محبوب لاثانی

دم معراج یوں جلوہ فگن تھا صاحب کرسی
نظارہ کر رہی تھی مصطفےٰؐ کا شان سبحانی

وہاں گزرا زمانہ اور یہاں اک پل میں لوٹ آنا
لئے پھرتی تھی ہر دھڑکن ہزاروں سال نورانی

انھیں کیا کیا ملے تحفے مگر دنیا نے دیکھا ہے
کہ لائے شکل مولا میں نبیؐ اعزاز ربانی

عطا کی جا بہ جا روئیدگی رحمتؐ کے بادل نے
خلا سب زندگی کا بھر گئی اعجاز سامانی

مدینہ تھا کہ تھا جنبش میں گہوارہ تمدن کا
مدور تھا زمیں پر عافیت کا عرش عرفانی

نیا چولا بدلتا ہے زمانہ منقلب ہو کر
ہوس کی پینگ لیتی ہے تن آسانی بہ آسانی

مدار دشمناں بدلا شعار دوستاں بدلا
ہمارے سر ہے ناکردہ گناہوں کی پشیمانی

غبار انداز دنیا اب گھٹن کی حد پہ قائم ہے
کہ جیسے بند ہو یارب ہوائے فصل گل آنی

توانائی میسر ہو اسی عہد رسالتؐ کی
ہمیں پھر چاہیے جعفرؔ وہی قندیل ایمانی

☆☆☆

مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وقارِ مرسلیں آیا بہ تزک واحتشام آیا
اسی سے منسلک حق کا پیام آیا کلام آیا

سفیر کردگار روز و شب اور صبح و شام آیا
جہان نو کا نور مہر و مہتاب تمام آیا

اتر کر آسماں سے فہم کے بالائے بام آیا
شعور حرف قرآں سر بہ سر بن کر کلام آیا

پنھادی پاؤں میں زنجیر اس نے فتنہ ساماں کے
نفاذ حکم قرآنی سے شیطاں زیرِ دام آیا

اسے امّی کہو پر لفظ امّی کی شرح جانو
مدینہ علم کا قائم ہوا جس دم یہ نام آیا

نظام دین و دنیا اور عقبیٰ اس سے باقی ہے
خدا کی مملکت میں وہ برائے انتظام آیا

نبیؐ آئے تو بت بولے ہمارا اختتام آیا
وہ دیکھو ساتھ بھائی کے وہ بہر انہدام آیا

کہا جبریلؑ نے اللہ کا تم پر سلام آیا
بلایا ہے سر معراج لے کر میں پیام آیا

فضا نورؐ علیٰ نور اس کی تھی راہ محبت میں
کشش وہ حسن کی تھی شوق کھنچ کر تیز گام آیا

نبیؐ تو نور کی رفتار سے منزل بہ منزل تھا
ملک آگے نہیں بڑھتا کہ سدرہ کا مقام آیا

خدا نے نطق سے اپنائیت کی انتہا کردی
دمِ معراج وہ بھائی کا جب بن کر کلام آیا

کہا اللہ نے میں جانتا ہوں اپنے بندے کو
مری قربت میں خود میرا حبیبؐ خوش خرام آیا

جہاں دیکھو محمدؐ ہے محمدؐ ہی محمدؐ ہے
بشرؐ، خیرالبشرؐ، خیرالوراؐ، خیرالانامؐ آیا

وہ شاداں ہے وہ خوش بختی پہ اپنی ناز کرتا ہے
ترے مداح کی فہرست میں جعفرؔ کا نام آیا

☆☆☆

مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہوئی پہلے پہل جب نور سے خلقت محمدؐ کی
نمایاں کر گئی رحمان کو رحمت محمدؐ کی

ہزاروں مہر عالمتاب آئیں بہر پابوسی
سحر لاکھوں نچھاور ہوں وہ ہے طلعت محمدؐ کی

قبائے کن فکاں میں ماہ وانجم کی ہے زیبائش
درخشاں ہے برائے زندگی زینت محمدؐ کی

زمیں سے طور تک موسیٰؑ کلیم اللہ کا قد ہے
سر عرش علا سے بڑھ گئی قامت محمدؐ کی

وہ قدرت روح پر ہے دم بخود ہیں حضرت عیسیٰؑ
زمیں پر نکہت فردوس ہے راحت محمدؐ کی

جو دیکھیں آن کر سارے نبی حیران ہو جائیں
دمِ معراج ہے کس شان سے سبقت محمدؐ کی

سمجھ لو بس اسی سے دو کماں کا فاصلہ کیا ہے
عیاں ہے کلمۂ توحید سے قربت محمدؐ کی

بشر کے سامنے مثلِ بشر بھیجا ہے خالق نے
مگر افلاک سے بالا رہی عظمت محمدؐ کی

مجسم ہے خدا کی بات فرمانِ رسالت میں
عبادت کیا اگر شامل نہ ہو طاعت محمدؐ کی

تری باتوں سے جعفرؔ تیرے دل کا راز افشا ہے
سمندر کی طرح موّاج ہے الفت محمدؐ کی

☆☆☆

مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حد فاصل ہے شب و روز کہاں ملتے ہیں
اور ملتے ہیں تو پھر بہر اذاں ملتے ہیں

کس مسرت سے گلے کروبیاں ملتے ہیں
باندھ کر جذب الوہی کا سماں ملتے ہیں

نور کا آئینۂ نور ازل سے ہے گواہ
پرتو حسن میں یزداں کے نشاں ملتے ہیں

روح کو نطق سے اس طرح کیا شیر وشکر
جس طرح جذبۂ دل نغمۂ جاں ملتے ہیں

بن گیا راستہ قرآن زمیں تا بہ فلک
رہ رو نور کو اسرار نہاں ملتے ہیں

لامکاں کے لیے بڑھتے رہے امکاں کے قدم
قرب داور سے شۂ کون ومکان ملتے ہیں

تو سمجھتی ہے یہ تیرا ہی مقدر ہے زمیں
آپؐ افلاک پہ بھی جلوہ فشاں ملتے ہیں

اک محمدؐ کی کماں ایک ہے خالق کی کماں
رکھ کے اک فاصلۂ ہر دوکماں ملتے ہیں

نطق کہتا ہے یہیں پر ہے کہیں ذات علی
چھوڑ آئے تھے کہاں اور کہاں ملتے ہیں

جعفؔر ارماں ہے تجھے بہر قدم بوسی آ
چل جہاں نقش کف شاہؐ شہاں ملتے ہیں

☆☆☆

مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زمین و آسماں کی ہر کشش سے ماورا ہوگا
حبیبؐ کبریا سے دوکماں پر کبریا ہوگا

وہاں راز و نیاز دلبری بے ساختہ ہوگا
محمدؐ کا شب اسرا خدا سے سامنا ہوگا

سفر تنہا ہے مطلق ہے کہ آگے ایک منزل کے
اگر جبریلؑ پر ماریں تو سمجھو پر جلا ہوگا

جواب اس نور کی رفتار کا لائے ذرا دنیا
جہاں اک پل میں اربوں سال کا طئے فاصلہ ہوگا

پلٹ آئیں گے جا کر پھر اسی رفتار سے احمدؐ
بچھونا گرم اور پانی وضو کا بہہ رہا ہوگا

یہ معراج نبیؐ ہے طور کی بجلی نہیں موسیٰ
تمہیں کیا جلوہ آرائی کا اندازہ بھلا ہوگا

خدائے پاک نے جب بخش دی ساری صفت اس کو
بڑھایا اور بھی بندے کا اپنے دائرہ ہوگا

شریعت کے نئے احکام زیرِ گفتگو ہوں گے
نبیؐ نے پیاری امت کا کیا جب تذکرہ ہوگا

اسی اک نقطۂ معراج کی خاطر ہے خلاق
نبیؐ مہمان ہوگا میزبانی کو خدا ہوگا

ذرا سوچو مقامِ منزلِ محمود پر جعفرؔ
رسالت کو جو لطفِ سیرگاہِ کبریا ہوگا

☆☆☆

مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نکلا ہے آفتاب اُجالا کہاں نہیں
شان رسولؐ حق کا اشارا کہاں نہیں

بینا نگاہ چاہیے اے شوق جستجو
سرکارؐ کائنات کا جلوہ کہاں نہیں

ظاہر میں کس نے دیکھا ہے سایہ رسولؐ کا
سایہ نہیں ہے پھر بھی ہے سایہ کہاں نہیں

صبح ازل میں کعبہ میں سدرئی کے بام پر
شان حبیبؐ حق کا نظارہ کہاں نہیں

ابر رواں برس کے یہ کہتا ہے جا بہ جا
رحمتؐ ہے کون رب کا اشارہ کہاں نہیں

حق سے عطا ہوا ہے جو کوثر رسولؐ کو
عین الیقین دیکھ یہ دریا کہاں نہیں

ہر حال میں حفاظت قرآں کا ہے سوال
ہے آج بھی رسولؐ کا پہرہ کہاں نہیں

جعفؔر انہیں سے مانگ کہ ہیں فخر انبیاؑ
عالم میں ان کے فیض کا چرچا کہاں نہیں

☆☆☆

مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ٹھکانہ ہے کوئی گلشن نہ کوئی آشیانہ ہے
مقام عافیت بس اک محمدؐ کا گھرانہ ہے

نگاہ چشم بینا مانگتی ہے حسن آرائی
نہیں سمجھو گے مرسلؐ کو نظر جو طائرانہ ہے

بنی ہے خلق اور رحمت کے زریں تانے بانے سے
عطائے حق پیمبرؐ کی قبائے فاخرانہ ہے

نہیں کرتے کوئی بھی بات بن وحیٔ الٰہی کے
رسولؐ اللہ کا ہر قول کتنا عارفانہ ہے

نمایاں کردیا خالق نے ہر جلوہ صداقت کا
محمدؐ مصطفےٰ کے نور سے روشن زمانہ ہے

یہ ہے ذوق رسائی یہ نہیں تخت سلیمانی
فراز نور پر انداز محبوبی روانہ ہے

ملیں اور بندہ و معبود میں حائل ہو اک چلمن
قریب اتنے جو ہو جائیں تو یہ پردہ بہانہ ہے

یہاں ہے زندگی جولاں یہاں ہے تازگی باراں
یہاں ہے بولتا قرآں نبیؐ کا آستانہ ہے

محمدؐ کی محبت سے رہے گی زندگی دائم
نکل جائے یہ دم کس وقت جعفرؔ کیا ٹھکانہ ہے

☆☆☆

مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تم اہل محبت کو کچھ حد سے سوا دینا
ہم ہوں گے سر محشر دامن کی ہوا دینا

لپٹی ہوئی قدموں سے جنت کی بشارت ہے
ہم راہ نشینوں کو خاک کف پا دینا

گھنگھور گھٹاؤں سے اب ابر کرم برسے
دکھ درد فرو کرنا تقدیر بنا دینا

پیکار بتوں کا ہے آزار ہے انساں کو
باطل کو فنا کرنا اصنام کو ڈھا دینا

بدنام جو کرتی ہے اسلام کو یہ دنیا
فطرت یہ پلٹ جائے اعجاز دکھا دینا

تشہیر کی آفت ہے بحران کی صورت ہے
بیمار یہ حالت ہے تم اس کی دوا دینا

مغرب سے جو چلتی ہیں انسان کی قاتل ہیں
مسموم ہواؤں کو تم حکم فنا دینا

نظارے کو ہریالی دل کو ملے شادابی
کوثر کو رواں کرنا اور آبِ بقا دینا

رکھتے ہو دمِ عیسیٰؑ رکھتے ہو یدِ بیضا
احساس جو نیکی کے مردہ ہیں جلا دینا

اشعار کے دامن میں جذبات ہیں الفت کے
حلقے میں محبوں کے جعفؔر کو بھی جا دینا

☆☆☆

مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ کائنات خدا کی ہے کام احمدؐ کا
کہ عین حقِ یقیں ہے کلام احمدؐ کا

جلا چراغ الٰہی سے مصطفےٰؐ کا چراغ
احد کے نام سے نکلا ہے نام احمدؐ کا

بنا ہے درد کے احساس کے لئے انساں
یہی تو مختصراً ہے پیام احمدؐ کا

کھلا یہ اول و آخر سے اوسط و کل سے
ہر اک پڑاؤ پہ ہے انتظام احمدؐ کا

دکھائی وسعت 'لولا' عروج منبر سے
عیاں ہے کار پیمبرؐ تمام احمدؐ کا

ابھی تو ایک قیامت کا نام باقی ہے
چھپا ہے پردے میں قائم مقام احمدؐ کا

سنبھل کے کروٹیں نیرنگئی زمانہ بدل
کہ آنے والا ہے عہد دوام احمدؐ کا

سلام کرتا ہے جعفرؔ در رسالتؐ کو
سکون دل ہے اسے احترام احمدؐ کا

☆☆☆

مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دھوکا نہیں گماں نہیں مکر و ریا نہیں
راہ رسولؐ پاک سراب آشنا نہیں

مثل رسولؐ کوئی بھی معجز نما نہیں
شق القمر کے جیسا کوئی معجزہ نہیں

طئے ہو گئے امور سخنہائے داوری
احمدؐ کے بعد کوئی پیمبر ہوا نہیں

حسنین شفقتوں سے بنے شاہ دو جہاں
رحمت نبیؐ کی سایۂ بال ہما نہیں

کرتے ہیں جو بھی اہل ہوس ہے ستمگری
انساں نہیں جو روشنیٔ مصطفےٰؐ نہیں

خود کو سمجھ رہا ہے جو ہم پلۂ رسولؐ
میزان پر ضمیر کی ہرگز تلا نہیں

جعفرؔ چلے چلو یہ رسالتؐ کی راہ ہے
دنیا فنا پذیر ہے اس میں بقا نہیں

☆☆☆

مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ دین دین ہی کیا جس کو انتہا نہ ملے
نبی ہوں لاکھ مگر فخر انبیاءؑ نہ ملے

نجات پاؤ گے کیسے تم اہل اسرائیل
ملے گا رب نہ اسے جس کو مصطفےؐ نہ ملے

کرو تصورِ عیسیٰؑ بہ شکل ابن خدا
خدا کے ساتھ ملاو بھلے خدا نہ ملے

جمال یوسفؑ و دست عصا دم عیسیٰؑ
سوائے احمدؐ مرسل کے ایک جا نہ ملے

زمینِ حق یقیں آسمان مصطفویؐ
جو اس فضا میں چلے ان کے دل جدا نہ ملے

سوارِ رفرفِ رفتار ہے رواں فر فر
نظارہ کرنے کا یارب ہمیں بہانہ ملے

اتارو جوتیاں مت بے جھجھک چلے آؤ
کمی نہ حسن میں آئے برہنہ پا نہ ملے

کھنچی ہے اس لیے معشوق کی حد فاصل
تڑپ کے شوق سے محبوبؐ برملا نہ ملے

اُدھر ہی جاؤ جہاں پاؤ نقشِ پائے رسول
کبھی نہ ہوگا یہ جعفرؔ تمہیں خدا نہ ملے

☆☆☆

منقبت حضرت علی علیہ السلام

شان تیری ترا رتبہ تری رعنائی ہے
سارا عالم ترے جلووں کا تمنائی ہے

بر سر محفل دل انجمن آرائی ہے
ہوش اڑے جاتے ہیں وہ تیری پذیرائی ہے

کھینچ لیتی ہے زمانے کی نظر تیری ادا
روئے انور سے منور مری بینائی ہے

بن گیا تیرا خط و خال تصور کا کمال
آرزو جس کی تھی صورت وہی دکھلائی ہے

تو جو اول ہے تو ہیں بعد ترے گیارہ امام
ایک تصویر ہے جو سب میں نظر آئی ہے

تیری سیرت میں ہے بھیجے ہوئے نبیوں کا مزاج
اہلبیت نبویؐ میں تری دانائی ہے

آسماں خم تری تدبیر و ہنر کے آگے
سرنگوں فصل زمیں جوہر دریائی ہے

علم کا شہر ہوں میں اور علی اس کے در
بات یہ سیدِ کونینؐ نے فرمائی ہے

خاک طیّب ہوئی جب آئی ترے زیر قدم
بوترابی ترا انداز مسیحائی ہے

معرکہ کوئی بھی ہو بدر و احد کرب و بلا
سر بلندی کی شجاعت نے قسم کھائی ہے

آسماں چھونے لگا ولولۂ اہل ولا
جو بلندی ہے وہی شوق کی گہرائی ہے

زندگی میں نے گزاری ہے ہوا خواہی میں
تیری ہستی ہی مری حوصلہ افزائی ہے

لے چلا قافلۂ شوق کو احساس جمال
تیری راہوں سے مرے دل کی شناسائی ہے

خود بخود راستے مڑتے ہیں ترے در کی طرف
تیرے قدموں کے نشانوں میں وہ گیرائی ہے

خوش ہوں تقدیر میں گر بادیہ پیمائی ہے
تیرے ہاتھوں میں نظام چمن آرائی ہے

مرتبہ حسن کا ہے انجمن آرائی ہے
دست سرکارؐ رسالت سے پذیرائی ہے

نام لیتا ہوں ترا عقدہ کشائی کے لیے
یا علی 'ناد علی' میری توانائی ہے

خم کے میداں سے مسرت کی خبر آئی ہے
تیرے جلوے کا اک انبوہ تماشائی ہے

دل ہے شاداب ہوا تازہ معطر ہیں گلاب
گلشن دیں میں ولایت کی بہار آئی ہے

تاج پھولوں کا کجاوؤں کا بنا ہے منبر
خوش ادا چال ہوا چلنے میں اٹھلائی ہے

منبر ختمؐ رسل تجھ پہ مرا دل ہے نثار
سر بلندیٔ علی شان سے دکھلائی ہے

ہے زباں مصطفویؐ اور ہے اعلان ولی
بات خود اپنی ہی اللہ نے منوائی ہے

سن لو 'من کنت' کی میدان میں گونجی آواز
دیکھ لو رب کو پیمبرؐ کی ادا بھائی ہے

لفظ کا شہرہ ہوا آئیں مبارکبادیں
صاف کیا معنیٰ مولا نے جگہ پائی ہے

نعرۂ صلِ علیٰ ایسا نہ گونجا تھا کبھی
گویا سب خلقتِ رب خم میں سمٹ آئی ہے

عہد حق تیرا ہے اور عہدۂ حق ہے تیرا
عارفانہ ترا انداز شکیبائی ہے

میری دنیا کے اندھیروں میں اجالا کردے
خازن نور مرا دل ترا سودائی ہے

تیرا دربار ہے اور جود و کرم خالق کا
دست جعفؔر تری بخشش کا تمنائی ہے

☆☆☆

منقبت حضرت علی علیہ السلام

رہ الفت میں کیا الفت کا عالم رکھ دیا دیکھو
دل رحمتؐ پہ خود قدرت نے شبنم رکھ دیا دیکھو

نبیؐ بھیجا خدا نے تاکہ پہنچا دے پیام اپنا
پھر اہلبیت میں شرح دو عالم رکھ دیا دیکھو

خدا نے دیں مکمل کر دیا انوار ایماں سے
جو نصف النور نصف النور باہم رکھ دیا دیکھو

نبیؐ کو بولتے قرآں کا تحفہ بھیج کر حق نے
خود اپنے قول پر نطق مجسّم رکھ دیا دیکھو

نبیؐ کی گود میں آنکھیں کھلیں مولود کعبہ کی
اسے بنت اسد نے لا کے جس دم رکھ دیا دیکھو

بناتا کیا مصوّر اپنے ہی اوصاف یزداں نے
علی کی ذات میں کر کے انھیں ضم رکھ دیا دیکھو

پیمبرؐ نے پڑھا 'نادِ علی' مشکل میں جب آئے
علی کا ذکر مثلِ اسمِ اعظم رکھ دیا دیکھو

ہوا تھا سنگ خارا موم کی مانند اک پل میں
علی نے نصب کر کے اپنا پرچم رکھ دیا دیکھو

نگینہ جگمگا اٹھا ہے انگشتِ امامت میں
کہ ختم المرسلینؐ نے نورِ خاتم رکھ دیا دیکھو

علی کا نام ہو وردِ زباں چاہا جو میثم نے
بنا کر اس ارادے کو مصمّم رکھ دیا دیکھو

کوئی کب کاٹ سکتا ہے علی کی پیش گوئی کو
گواہی کے لیے انداز میثم رکھ دیا دیکھو

بشارت دوستوں کو ہے خدا نے دشمن دیں کو
جلانے کے لیے نارِ جہنم رکھ دیا دیکھو

مرا اظہار کب بکھرے ہوئے لفظوں سے ممکن تھا
علی کی مدح نے کر کے منظّم رکھ دیا دیکھو

ہمارے ظرف پر موقوف ہے دست کرم ان کا
جو دامن میں کہیں زیادہ کہیں کم رکھ دیا دیکھو

شرف کی انتہائیں اور بھی ہیں پر یہ کیا کم ہے
''علی کے نام نے زخموں پہ مرہم رکھ دیا دیکھو''

نظر آتا ہے جعفرؔ خم کدے کا خوب نظارہ
مرے ساقی نے لا کر ساغر جم رکھ دیا دیکھو

☆☆☆

منقبت حضرت علی علیہ السلام

آج ہم نے گلشن کا رنگ دوسرا پایا
یہ زمیں نئی پائی آسماں نیا پایا

شاخ گل لچکتی ہے اور ہوا سنکتی ہے
بادلوں کو لہراتے پھرتے جا بہ جا پایا

سیٹیاں سی بجتی ہیں سبزے کی زبانوں پر
گویا پتے پتے نے نطق کا مزا پایا

درمیاں ہواؤں کے بوئے گل پریشاں ہے
خوشبوؤں کا اک عالم یوں بسا ہوا پایا

کھو گیا تو ہوش آیا کیا بتاؤں کیا پایا
اس حریم الفت میں دل کا مدعا پایا

شاید ان سے یہ لمحے عمر جاوداں مانگیں
راہ دیکھتا تھا میں وقت بھی تھما پایا

جلوہ حسن کا دیکھا دل کدھر گیا یارب
اپنے ہوش کے بدلے ہوش دوسرا پایا

اور معجزہ کوئی اس سے بڑھ کے کیا ہوگا
ہم نے دشت وحشت میں ان کا آسرا پایا

فیض ہائے قدرت کا ایک سلسلہ پایا
ہم نے آج کعبہ میں درنیا بنا پایا

شہر علم وحکمت کا ایک ہی تھا دروازہ
یوں کہیں کہ جنت کا در نہ دوسرا پایا

چاک ہو کے دونوں ہی راہ حق بتاتے ہیں
نیل ہو کہ کعبہ ہو راستہ بنا پایا

دل بھی ایک کعبہ ہے اہل دیں کی بستی میں
آپ کا قدم مولا ہم نے جا بہ جا پایا

رتبہ اس امامت کا جانیے نبوت سے
دوش پر رسالتؐ کے جس کا نقش پا پایا

مظہرالعجائب کا جلوہ سامنے دیکھا
ہو گیا نصیری گم بندے کو خدا پایا

دو کیا ہے اژدر کو دو کیا ہے مرحب کو
وار ہے یہ حیدر کا ہاتھ ایک سا پایا

محویت نمازی کی تیر زخم سے نکلے
اور سوال سائل نے حل کیا ہوا پایا

جلوۂ خدا ہم کو دیکھنے کی حاجت کیا
ہم نے تو امامت میں مظہر خدا پایا

باپ ہو کہ بیٹا ہو نینوا کہ بطحا ہو
بھائی ہی نے بھائی میں مرکز وفا پایا

عرش کی بلندی تک فرش بوتراب آیا
اوج مصطفےٰؐ پایا نطق ایلیا پایا

خستہ حال تھا جعفرؔ آ گیا سر محفل
ان کا یہ کرم دیکھا اس کو بھی رسا پایا

☆☆☆

منقبت حضرت علی علیہ السلام

ہمیشہ سے خدا ہے اپنے ماحول منور میں
حدوں میں وہ نہیں آتا نہ ہے وقت مقرر میں

وہ قادر ہے وہ ناظر ہے وہی موجود ہے ہر جا
وہ ہے ادراک سے بالا سماتا ہے کہاں سر میں

بلندی ہے اسی کی منصب یکتائی ہے اس کا
وہ خالق ہے صفت ہے کن فکاں کی اس کے جوہر میں

کیا آغاز خلقت حق نے جب نور محمدؐ سے
رفاقت رب کی مستحکم ہوئی خلق پیمبرؐ میں

خدا تھا اور محمدؐ تھے محمدؐ ہی محمدؐ تھے
منور تھے حبیبؐ کبریا قدرت کے منظر میں

ہوے کونین پیدا قوت 'کن' کے اشارے سے
مسلسل اک ارادہ تھا نظام رب اکبر میں

رہ تخلیق کو دینا تھی اک تکمیل کی صورت
کمال آگہی پہنچا برادر سے برادر میں

طہارت جلوہ گر ہے آیۂ تطہیر روشن ہے
محمدؐ اور علی و فاطمہ شبیر و شبر میں

شفق پھولی ملا آہنگ دل کو شان داور میں
لہو کا رنگ ہے نقش و نگار چرخ اخضر میں

دل انساں تھا جس پر کی فرشتوں نے جبیں سائی
ملا جب حکم سجدہ نور تھا آدم کے پیکر میں

بنایا کعبہ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ نے مل کر
بنا پڑتی ؟ اگر ہوتا نہ دل اللہ کے گھر میں

ید بیضا تھا یا ضوبار دل تھا دست موسیٰؑ میں
ہوئی قبلہ نمائی آ گیا فرعون چکر میں

دل مریمؑ کو کعبہ کر دیا عیسیٰؑ کی عصمت نے
نہائی تھی لب مولود کی گویائی کوثر میں

محمدؐ مصطفٰے نے آ کے کعبہ کو جلا بخشی
کہ قلب بت شکن تھا نعرۂ اللہ و اکبر میں

کھلی آنکھیں پڑھا قرآن آغوش پیمبرؐ میں
محافظ آ گیا اسلام کا اللہ کے گھر میں

سوا اس کے کہ وہ معبود ہے یہ عبد خالص ہے
صفت ہے سب وہی جو بھی صفت ہے رب اکبر میں

مہد میں چیر دے اژدر وہ بچہ جب جواں ہوگا
زمین و آسماں سب ایک ہوں گے اس کے جوہر میں

شجاعت ایسی جس پر جھوم کر شانِ کریمی نے
اتاری ذوالفقار حیدری توصیف حیدر میں

غضب کی تازگی ہے سبز لہراتا ہوا پرچم
احد میں بدر میں صفین میں خندق میں خیبر میں

ہمیشہ ہاتھ میں انصاف رکھتی تھی یداللٰہی
ہوا مرحب مقابل منقسم تھا دو برابر میں

کمال جرأت اظہار پر نہج البلاغہ ہے
سراسر بولتا قرآن ہے ناطق کے تیور میں

خدا کھائے قسم ایسی علی کی پاک ہستی ہے
ہے پورا چاند روشن 'انما' کا ذات اطہر میں

بحکم حق ہے اعلان نبیؐ 'من کنت مولا' کا
خدا نے صرف کیں کل حسرتیں تکمیل حیدر میں

زمانے کو طلب ہے آج بھی عقدہ کشائی کی
کہ لینا سانس دوبھر ہے وہ بندش ہے مقدر میں

زمیں پر جا بہ جا پیدا مزاج سنگ خارا ہے
ہمیں دو حوصلہ پرچم کرے سوراخ پتھر میں

مدد کو آؤ چودہ سو برس سے ہو گئے اوپر
اڑی جاتی ہے جو خوشبو بسی تھی عود و عنبر میں

کرو مشکل کشائی یا علی ابن ابی طالب
عجب جعفرؔ قیامت ہے ہمارے قلب مضطر میں

☆☆☆

منقبت حضرت علی علیہ السلام

دلوں کو ہاتھ میں لینا کرو معلوم حیدر سے
ملے گی شاہ راہ حق جو آؤ علم کے در سے

بنایا دل کے ہاتھوں عشق ابراہیمؑ نے کعبہ
کہ پائیں اہل دل فیضان حق دست پیمبرؐ سے

کہاں وہ ابرہہ کے ہاتھیوں کا دَل کہاں یہ دِل
خدا نے دِل بچایا تھا ابابیلوں کے کنکر سے

حضور حق میں سجدہ ریز تھا ہر قلب ایمانی
تجلی کعبۂ دل کو ملی جب نور داور سے

مثال عصمت کعبہ دل مریم کے دامن میں
لب مولود سے حرف الٰہی پھول سا برسے

محمدؐ مصطفٰے نے آکے کعبہ کو جلا بخشی
کہ دل کو شہپر عرفاں ملا اللہ و اکبر سے

جسے کہتے ہیں سب مومن کا دل وہ اصل کعبہ ہے
اگر مقدور ہو تو پوچھ لو اسود کے پتھر سے

اگر کعبہ نہ دل ہوتا تو پھر مولود کی خاطر
وہ کیوں بنت اسد کو راہ دیتا اک نئے در سے

تحرک پاگئے الفاظ قرآں جان قرآں سے
ملا آہنگ دل کو آملا ناطق برابر سے

بنا بر دل محمدؐ کی رسالت شان رحمت ہے
امامت کو ملا دیتا ہے دل دوش پیمبرؐ سے

تعلق دل کا ہے اور آیۂ تطہیر ہے گویا
محمدؐ اور علیؑ و فاطمہؑ شبیرؑ و شبرؑ سے

منور نور ایماں سے سبھی کے دل نہیں ہوتے
''ولائے حیدر کرار ملتی ہے مقدر سے''

درِ رحمتؑ پہ جعفرؔ میرا دل فریاد کرتا ہے
سمندر ان کا ہو اور قطرۂ نیساں کو دل ترسے

☆☆☆

منقبت حضرت علی علیہ السلام

وجہہ و لسان و نفس و کلام خدا ہو تم
حیدر ابوتراب علی مرتضیٰ ہو تم

حقانیت کی منزلت منتہیٰ ہو تم
کہدے گا دیکھ لے جو نصیری خدا ہو تم

چمکا ہوا کسائے یمن میں تمہارا نور
پھیلی ہوئی زمانِ و مکاں کی ضیا ہو تم

ہر قول ہر عمل میں ہے اعجاز کائنات
تخلیق کردگار کا وہ معجزہ ہو تم

کاندھوں پہ ہے تمہارے امامت کا انحصار
اور سر بلند دوش رسولؐ خدا ہو تم

تم پر تمام سیرت زہرا ہے آئینہ
شاہد ہو تم مشاہدۂ فاطمہ ہو تم

تم نے سکھائی حضرت عباس کو وفا
غربت میں دست گیر شہ کربلا ہو تم

سر چشمۂ حیات ہو گیارہ امام کا
دین خدا کے واسطے آب بقا ہو تم

جعفرؔ تمہارے در سے نہ لوٹے گا خالی ہاتھ
حل اس کی مشکلات ہوں مشکل کشا ہو تم

☆☆☆

منقبت حضرت علی علیہ السلام

طرز کہن ہو طرز نو میرا تھا مسئلہ کہ یوں
تاڑ گیا تمام بات خامہ رواں ہوا کہ یوں

علم کہ ایک شہر ہے جہل کے جنگلوں کے بیچ
دیکھو اگر براہ راست ایک ہے راستہ کہ یوں

آیا تھا بس خیال بھر کیسے اکھڑ گیا تھا در
جھونکا ہوا کا تیز تر آکے ہلا گیا کہ یوں

نور سے حرف جا ملے دل وہ سعی دکھا کہ یوں
خم سے نکل کے آفتاب روح پہ جائے چھا کہ یوں

بعد نبیؐ امام ہے کچھ بھی نہ فاصلہ رہے
دوشِ رسولؐ پر بنے کہتے ہیں نقش پا کہ یوں

عمر کا سر لیے ہوئے شانِ علی کی دیکھئے
چلتے ہیں افتخار سے خوش ہے بہت خدا کہ یوں

ان کا ہے خاندان ایک اور خدا کی شان ایک
سایۂ اہلبیت ہے آیۂ انما کہ یوں

پیشِ کلیم برق تو اب ہے حبیبؐ رو برو
بہرِ کمال گفتگو نطقِ علی چنا کہ یوں

پوچھا جو اس سے معنئِ مولا ترے قریں ہے کیا
حد سے گزر گیا نصیر سجدہ کناں ہوا کہ یوں

آپ کی بزم اور کہاں جعفرؔ زار و بے نشاں
اہلِ سخن کے درمیاں اس کا بھی حوصلہ کہ یوں

☆☆☆

منقبت حضرت علی علیہ السلام

پوچھ لیتے کون مولا ہے تو منبر بولتا
باب خیبر بولتا اللہ کا گھر بولتا

قول پیغمبرؐ نہیں کافی کہ مولا ہیں علی
چاہتے ہو کیا خدا خود ہی اتر کر بولتا

اپنی جنت آپ ہے نہج البلاغہ کی زباں
بہہ رہا ہے بے خطر دریائے کوثر بولتا

دل کو ضو دیتا مسلماں نور اہل بیت سے
پھر جہاں میں چار سو اللہ و اکبر بولتا

علم ہے شہر نبیؐ اور در ہے اس کی آب رو
نطق وجہہ اللہ ہے گویا سمندر بولتا

مہد میں اژدر جب آیا آزمانے کے لیے
چیر دینے کے سوا کیا زور حیدر بولتا

عہد طفلی وہ نبیؐ کی گود میں قرآں پڑھے
پھر دم معراج بن کر نطق داور بولتا

سوچتے ہیں لوگ جعفؔر لے چلا کیا بعد مرگ
گر زباں کھلتی تو لے کر نام حیدر بولتا

☆☆☆

منقبت حضرت علی علیہ السلام

نام خدا علی ہے یہ قربت علی سے ہے
واللہ کائنات کی خلقت علی سے ہے

راحت علی سے شاد طبیعت علی سے ہے
مومن وہی ہے جس کو محبت علی سے ہے

بستر پہ ہیں علی تو فلک پر ہے ناطقہ
معراج میں رسولؐ کی قربت علی سے ہے

دے کر زباں دہن میں کہا یہ رسولؐ نے
قرآن کے بیان کی لذت علی سے ہے

بولی یہ ذوالفقار رواں ہوں علی کے ہاتھ
مجھ کو تو ایک ہاتھ کی سبقت علی سے ہے

جعفؔر نہیں طلب میں مرا رخ ادھر ادھر
حاجت روا علی ہیں تو حاجت علی سے ہے

☆☆☆

منقبت حضرت علی علیہ السلام

کس قدر محکم ہے تعمیرِ علی
نقشِ دستِ 'کن' ہے تصویرِ علی

کل ایماں کی ہے کیا پاکیزگی
''پوچھ لو مسجد سے تطہیرِ علی''

ہے زمیں میں اس لیے روئیدگی
خاک میں شامل ہے اکسیرِ علی

گر کے سجدوں میں یہ بت کہنے لگے
ہم چلے یہ جا ہے جاگیرِ علی

بارہ کڑیاں یوں طناب حق میں ہیں
حشر تک جاتی ہے زنجیر علی

نطق کی خاطر بلایا عرش پر
بھا گئی خالق کو تقریر علی

وقت سے نہج البلاغہ نے کہا
ہے لکھی پتھر پہ تحریر علی

دو ہوا مرحب یہ منظر دیکھ کر
برق سی لہرائی شمشیر علی

سج گئی اس طرح بزم منقبت
ہر طرف جعفرؔ ہے تنویر علی

☆☆☆

منقبت حضرت علی علیہ السلام

ذات علی میں دیکھئے محور غدیر کا
ارض و سماَ غدیر کے داور غدیر کا

کس درجہ پُر وقار ہے اعلان مصطفےٰؐ
دیکھا اک ازدحام نے تیور غدیر کا

سارے سمندروں کی ہیں گہرائیاں یہاں
رحمان کا جہاز ہے، لنگر غدیر کا

تھم جا گذرتے وقت اسی جا قیام کر
کتنا سکون بخش ہے منظر غدیر کا

قائم ہوا غدیر قیامت کے روز تک
ہے ہر امام حرف مکرّر غدیر کا

'من کنت' کے بیاں پہ زمانہ نثار ہے
کتنے عروج پر ہے سخنور غدیر کا

اعلان اولیں سے ہے اعلان آخری
دعوت ہے ذوالعشیرہ کی لنگر غدیر کا

پھر اس کے بعد کار رسالتؐ تمام ہے
جعفرؔ ہمارے دل میں ہے منظر غدیر کا

☆☆☆

منقبت حضرت علی علیہ السلام

نہایا پھول جب بادل برس کر کھل گیا دیکھو
بدن نم ہے کلی سے کھیل کرتی ہے حیا دیکھو

ہوا چپکے سے آ کر پھول کی خوشبو پہ قرباں ہے
کلی کے دل میں گویا فکر نے گھر کرلیا دیکھو

نہ کہنا تم کلی سے پھول بیگانہ سا رہتا ہے
ملے گا کیا اگر گلشن میں صدرنگ ریا دیکھو

اچانک غیب سے دل کو نیا رخ مل گیا دیکھو
یہ منظر ایک ہی پل نے بدل کر رکھ دیا دیکھو

کوئی بولا ذرا اللہ کے گھر کی ضیا دیکھو
ادھر آؤ یہاں بدلا ہوا قبلہ نیا دیکھو

حیات بوالحسن دیکھو صفات ایلیا دیکھو
اگر تم غور سے دیکھو تو شان کبریا دیکھو

زمانے والو کعبہ از سر نو دیکھنے آؤ
بہ اعجاز خدا دیوار میں اک در نیا دیکھو

جو آنکھیں کھول دیں بچے نے آغوش پیمبرؐ میں
نبیؐ کے رحل پر قرآن گویا کھل گیا دیکھو

فرشتوں نے در و بام حرم کو عرش پر دیکھا
علی کے نور نے کعبے کو سدرئہ کر دیا دیکھو

جدار کعبہ شاید یہ بتا کر مسکراتی ہے
ہماری گود میں باب مدینہ کھل گیا دیکھو

یہ رسی تھام کر آزاد ہیں حبل متیں والے
گلے میں کفر کے ایماں کا پھندہ پڑ گیا دیکھو

ہوا کیا حشر اس کا جس نے جھٹلایا ولایت کو
گرا اوپر سے پتھر اور اجل نے کھالیا دیکھو

سر اژدر در خیبر کہ سورج کا پلٹ آنا
عجب حیرانیاں ہیں کیا نہ دیکھو اور کیا دیکھو

کہاں کافی ہے اے لوگو فقط نام علی لینا
خدا کی بات سمجھو اور نبیؐ کا عندیہ دیکھو

تمہیں کیا ہوش جعفرؔ غرق تھے مدحت سرائی میں
تمہارے چاک دامن کو کسی نے سل دیا دیکھو

☆☆☆

منقبت حضرت علی علیہ السلام

جلوہ نما ہے زورِ بیانِ محمدی
دیکھو ذرا غدیر میں عرفانِ حیدری

شانِ علی ہے دستِ رسالتؐ پہ سربلند
سر ہو رہا ہے معرکۂ کارِ سروری

مولا نے خود علی کو بھی مولا بنا دیا
محبوب ہے خدا کو تری بندہ پروری

اعلانِ خم قصیدۂ مولائے کائنات
'اکملت' پر ہے ختم کمالِ سخنوری

'نادعلیؑ' سے ہوتے ہیں سب وہم وغم فرار
نام علیؑ سے ملتی ہے گویا غضنفری

جعفرؔ جو تونے تھاما ہے دامن امام کا
ایمان تیرا قید سیاست سے ہے بری

☆☆☆

منقبت حضرت علی علیہ السلام
(ساقی نامہ)

آج پینے کا مزا حد سے سوا ہے ساقی
انتہا یہ ہے کہ مسرور خدا ہے ساقی
صاف یہ گلشن ہستی کی صدا ہے ساقی
اپنے ہاتھوں میں لیے آب بقا ہے ساقی

میکدے پر ترے گھنگھور گھٹا اُٹھی ہے
ہوک جو دل میں اٹھی ہے تو بجا اُٹھی ہے

شعلۂ عشق کو کچھ اور ہوا دے ساقی
دل کی سوئی ہوئی قسمت کو جگا دے ساقی
بندگی کو سر افلاک بٹھا دے ساقی
عبد و معبود کے پردوں کو اٹھا دے ساقی

اپنی صہبا مری رگ رگ میں سرایت کر دے
یہ زمیں عرش معلیٰ کو عنایت کر دے

ہائے کیا رنگ یہاں ابر گہربار میں ہے
حوصلہ شوق کا اس رند قدح خوار میں ہے
معجزہ نطق کا ساقی تری گفتار میں ہے
وقت بھی سلسلۂ نور کی رفتار میں ہے

خم کدے میں سحروشام بہم ہوتے ہیں
غم کدے دل کے یہاں باغ ارم ہوتے ہیں

نقش در نقش یہ خم عالم انوار میں ہے
موج در موج سمندر تری سرکار میں ہے
جلوۂ طور معکس مئے ضوبار میں ہے
بوئے پیراہن یوسفؑ در و دیوار میں ہے

تابش رخ مئے سرشار لیے پھرتی ہے
حلقہ حلقہ دل مئے خوار لیے پھرتی ہے

لطف سے ہو مری جانب نگراں اے ساقی
ساغرِ خم مری خاطر ہو رواں اے ساقی
کیف صہبا سے ہو سرشار جہاں اے ساقی
کھول دے اب تو صراحی کا دہاں اے ساقی

بات سب قلقل مینا کی رقم ہو جائے
لذت نطق و بیاں لوح و قلم ہو جائے

تیرا اعجاز ہے وابستۂ دامان چمن
پھول ہی پھول مہکتے ہیں بصد شان چمن
لالہ و نسترن و سنبل و ریحان چمن
رنگ ہی رنگ ہے گلنار ہے بستان چمن

مۓ میں بھیگی ہوئی نکہت ہے جو بہکاتی ہے
ساقیا گلشن جنت کی ہوا آتی ہے

پھیر قسمت کا مری چرخ ستمگار میں ہے
رقص میں جام قیامت دل مۓ خوار میں ہے
چھن کے نور ید بیضا مۓ گلنار میں ہے
اور قسمت کی طلب دست طلبگار میں ہے

حسن آغاز پہ موقوف ہے انجام کا رنگ
دے وہ پیمانہ کہ بدلے سحر و شام کا رنگ

جام وہ دے کہ جو مجھ کو مرا انداز تو دے
کلکِ تحریر کو تو قوت اعجاز تو دے
طائر فکر کو بال و پر پرواز تو دے
ہمہ تن گوش ہوں ساقی مجھے آواز تو دے

جانتا ہے تو مرا درد نہاں اے ساقی
میں بھری بزم میں تنہا ہوں یہاں اے ساقی

ساقیا حشر تلک لیں گے ترا نام پلا
گھول کر جام میں تو گردش ایام پلا
مئے سر عام پلا بھول کے انجام پلا
''دن پلا رات پلا صبح پلا شام پلا''

از شفق تا بہ شفق رنگ گلابی ہو جائے
خم کے سیلاب میں ہر لمحہ شرابی ہو جائے

تو مرے دل میں فروزاں ہے اجالوں کی طرح
میں نے چھیڑا ہے ترا ذکر مثالوں کی طرح
بزم احباب میں آیا ہوں خیالوں کی طرح
قلب دشمن میں کھٹکتا ہوں سوالوں کی طرح

دل میں اس طرح تری شان لیے بیٹھا ہوں
ہو بہ ہو رحل پہ قرآن لیے بیٹھا ہوں

☆☆☆

مدحت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

منصفی سے نہ ہٹو رنگ جمانے کے لیے
حق سے پلٹو نہ کبھی بات بنانے کے لیے

ہے برا وقت بھی سر زور سیانے کے لیے
ضربِ حق تاک میں ہے ہوش اڑانے کے لیے

اپنی آنکھیں رہ زہرا میں بچھانے کے لیے
آئے جنت کے مکیں جشن منانے کے لیے

شہر میں جشن ولادت ہے جلے گھی کے چراغ
طرح نو پڑگئی احمدؐ کے گھرانے کے لیے

راحت قلب نبیؐ جان نبیؐ شان نبیؐ
فاطمہ تکیۂ عظمت ہیں سرہانے کے لیے

بخش دی رب نے توانائی فرشتوں کو نئی
در پہ آنے کے لیے عرش پہ جانے کے لیے

مصطفےٰؐ رحمت خالق ہیں خلائق کے تئیں
''فاطمہؑ خلق پیمبرؐ ہیں زمانے کے لیے''

بن گئی مظہر انوار کسائے زہرا
شش جہت جلوۂ تطہیر دکھانے کے لیے

دے گئیں عالم نسواں کو گراں مایہ حجاب
رتبہ ہر بی بی کا دنیا میں بڑھانے کے لیے

آج بھی بیٹیاں مٹی کے حوالے ہوتیں
فخر نسواں ہے اس آفت سے بچانے کے لیے

دیں کی رگ رگ میں لہو بن کے رواں ہیں زہرا
آئیں کردار کو معراج پہ لانے کے لیے

اے خواتین جہاں کیوں ہو اندھیروں کی اسیر
فکر زہرا ہے کرن راہ سُجھانے کے لیے

سن کے دکھ فاطمہ بی بی کے جو آنسو نکلا
وسعت خلد ہے کم اس میں سمانے کے لیے

کیا بھروسا ہے اجل آئے کہاں پر جعفؔر
مدح لکھتا ہوں میں جنت میں ٹھکانے کے لیے

☆☆☆

مدحت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

فاطمہ بنت نبیؐ زوج امام اول
سر بلندی تری نسواں میں سراسر افضل

مل کے جب نور ترا پنجتنی نور بنا
خالق کُل نے رکھی کُن کی بنائے اول

معرض رحمت عالم میں ہے اب رحمت حق
مژدہ اے فصل بہاراں کہ ہے گیتی جل تھل

ہوگئی تیری فضیلت پہ نبوتؐ قرباں
محترم شان تری پیش نبیؐ مرسل

تو وقار دوجہاں تیرا محافظ قرآں
انما تیری ثنا حق کی عطا آیۂ ہل

نام کا تیرے اثر کوئی نبیؐ سے پوچھے
فاطمہ کہتے ہی دل باپ کا جاتا تھا سنبھل

قدسیاں در پہ ترے آتے ہیں شاداں فرحاں
حل ترے گھر میں ہے ہر مسئلہ لاینحل

مرکے یوں زندہ ہوئی تیری دعا سے دولھن
اس کا ہرتارنفس آمد و شد سے جھل جھل

ہم پہ رحمت کا گہر بار ہو باران کرم
ارض گنگا سے چلا جائے یہ کالا بادل

آئی آواز تبھی ہوگا خدا کا انصاف
رحم کی راہ میں جعفؔر رہے روشن مشعل

☆☆☆

مدحت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

سر آج چمن والوں کا فخر سے اونچا ہے
ہر سرو خود اپنی ہی قامت سے نکلتا ہے

بارانِ رحمت سے سرشار نبوت ہے
گلزار خدیجہ میں اک پھول شگفتہ ہے

آغوش پیمبرؐ میں دختر ہے پیمبرؐ کی
یا دین محمدؐ کی قسمت کا ستارہ ہے

چودہ میں وہ تنہا ہے عرفان ہے نسواں کا
ایمان کی چادر میں تطہیر کی بخیہ ہے

بابا کی خود آگاہی بیٹی کی خود آگاہی
اک نور مجسم ہے اک نور سراپا ہے

ہیں علم کا در حیدر ہیں علم کا در زہرا
اک باب میں مظہر ہے اک باب میں پردہ ہے

یہ اہل ہے زہرا کا یہ بیت ہے زہرا کا
تطہیر کی آیت ہے یا آیۂ زہرا ہے

ہاتھوں میں ہے جعفرؔ کے نذرانہ مودّت کا
مدحت جو تری لکھ کر در پہ ترے لایا ہے

☆☆☆

مدحت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

لکھا ہے نام فاطمہ زہرا بتول کا
ہے جا بہ جا بہشت میں چرچا بتول کا

فرشِ زمیں پہ عرش سے اتری ہے چاندنی
یا ہے جہاں پہ نور ہویدا بتول کا

روشن فلک انھیں سے ہے دنیا کا ذکر کیا
شمس و قمر بتول کے تارہ بتول کا

یہ کہکشاں بتول کی چادر کا عکس ہے
امکاں کی حد سے آگے ہے رستہ بتول کا

بولے حسینؑ مجھ سے ہے میں ہوں حسینؑ سے
قول پیمبریؐ میں ہے کنبہ بتول کا

جھک جاتے تھے خود آ کے نبیؐ احترام سے
مخصوص ہے یہ رتبۂ اعلیٰ بتول کا

بزم کساء ہے رب کا درود و سلام ہے
قرآن پڑھ رہا ہے قصیدہ بتول کا

ایمان کل میں نفس علی کا کمال ہے
محشر میں عدل پورا کا پورا بتول کا

جعفرؔ تری نجات کا سامان ہو گیا
تو نے پڑھا جو آج قصیدہ بتول کا

☆☆☆

مدحت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

اہل دنیا مختصر سا ہے قیام فاطمہ
پھر نہ مہلت دے گی عمر تیز گام فاطمہ

نقشۂ تعمیر عالم پر نظر کرتے ہوئے
رکھ دیا خلاق نے مرکز میں نام فاطمہ

بعد ختم المرسلین دنیائے نسواں کے لیے
قرعۂ فال ہدایت ہے بہ نام فاطمہ

کہہ دیا بچوں سے کل آئیں گے کپڑے عید کے
سل کے رضواں لایا ہے یہ انتظام فاطمہ

مل گئی چادر یمن کی آیۂ تطہیر کو
کس قدر جلوہ نما ہے اہتمام فاطمہ

کی امامت پروری اپنی لگادی زندگی
دیکھئے اب غیب میں عمر دوام فاطمہ

لائق تعظیم ہستی ہے تو جھکنا چاہیے
خود نبیؐ کرتا ہے دیکھو احترام فاطمہ

جب ستارے نے بتائی ان کے در کی منزلت
کہکشاں بھی آگئی بالائے بام فاطمہ

بھیجتے ہیں آپ جب مل کر مؤدت میں درود
آپ کی محفل میں آتا ہے سلام فاطمہ

جعفرؔ اس عہدے پہ دنیا بھر کے عہدے ہوں نثار
کردے مجھ کو یا خدا مثل غلام فاطمہ

☆☆☆

منقبت امام حسن علیہ السلام

پھر بہار آئی چمن کو جاں فزا منظر ملا
گلستاں کا ہر شجر سرسبز سر تا سر ملا

ناز سے اٹھلا کے پھر باد صبا چلنے لگی
تازہ دم فطرت سے پھر میرا دل مضطر ملا

آئی پھر شبنم فلک سے ہوش اڑانے کے لیے
ہر گل تر ہاتھ میں تھامے ہوے ساغر ملا

رنگ ونکہت پھر حنا لے آئی باغ خلد سے
جب کلی دولھن بنی اور شبنمی زیور ملا

طائر حمد و ثنا پھر ہو گئے نغمہ سرا
فصل گل میں باغباں جب آشیاں پرور ملا

عالم اسرار کو پھر گنبد اخضر ملا
آنے جانے کے لیے جبریل کو شہ پر ملا

پھر زباں شمشیر کی صیقل ہوئی جوہر ملا
مدح کا ہر لفظ پھر حق سے جلا پا کر ملا

لولو و مرجاں جھلک اٹھے رواں کوثر ملا
دامن حاجت کو پھر سلطان بحر و بر ملا

اہل دنیا کو دبستاں صلح کو دفتر ملا
لفظ شر کے روبرو شمشیر دو پیکر ملا

صلح جوئی میں حسن تمثیل پیغمبرؐ ملا
جنت الفردوس کا بہتا ہوا کوثر ملا

اے زمانے دیکھ تجھ کو دوسرا سرور ملا
دیکھ اور تصویر کو تصویر پر رکھ کر ملا

سر قلم طاغوت باطل کا صفائی سے کیا
نوک خامہ میں علی کی تیغ کا جوہر ملا

دیکھ کر صلح حسن صلح نبیؐ کہنے لگی
"مثل پیغمبرؐ فقط شبر فقط شبر ملا"

بھیج کر جبریلؑ کو گویا خدا بھی آ گیا
جب کسائے فاطمہ میں فاطمہ کا گھر ملا

اے علی کی جان کیا کہنا ترے معیار کا
ایک کے بعد ایک میزاں پر ترا ہمسر ملا

ہے تری مدحت مری جھولی میں لعل بے بہا
پوچھتے ہیں لوگ مجھ سے کیا تجھے جعفؔر ملا

☆☆☆

منقبت امام حسن علیہ السلام

سر کونین ہے صلح حسن کی جلوہ آرائی
کھڑی ہے دم بخود اسکندری ششدر ہے دارائی

امامت کی ضیا روشن کرے دانش کی گہرائی
سیاست کی فضا پیدا کرے دنیا میں بلوائی

قلم ہے صلح کا یا ہے علم فاتح امامت کا
رگ اسلام میں تحریر نے بھر دی توانائی

تری تدبیر پر جان نبیؐ قربان ہے قدرت
نثار اک جنبش تحریر پر دنیا کی دانائی

حسن کی جیت ایسی ہے خدائی مسکراتی ہے
ہوس کی کج ادائی آج تک پھرتی ہے بولائی

قلم ہے مجتبیٰ کا یا عصا ہے دست موسیٰ میں
مخالف دیکھ تیرے نفس کی ناگن جو بل کھائی

امان اور آشتی کا انتظام فکر شبر ہے
اسی صورت ہے آخر دین کے نقصاں کی بھرپائی

کبوتر امن کا ہے باز آو پر کترنے سے
لگی جو قینچیاں ہیں لے اڑیں گے مرغ صحرائی

ابھی آغاز ہے یہ صلح نفس مطمئن کی ہے
ابھی باقی ہے حق کی فیصلہ کن جنگ آرائی

ملی ماں فاطمہ نانا محمدؐ اور پدر حیدر
حسن کی استقامت کو ملا شبیر سا بھائی

امامت ہے سمندر صلح کا جوہر ہے مستقبل
ڈبو دیتی ہے کج انسان کو پانی کی گہرائی

سمندر یوں نہیں گہرا نہیں یوں لولو و مرجاں
یہاں دیکھو گہرتابی اگر رکھتے ہو بینائی

نبیؐ اور آل پر صلوات بھیجو اے مسلمانو
کہ ہیں محروم اس برکت سے صیہونی و عیسائی

حسن کی مدح میں راحت فزا ہیں شعر جعفرؔ کے
ہوا تازہ ملی تو اور بھی محفل میں جان آئی

☆☆☆

منقبت امام حسن علیہ السلام

کیوں کر نہ ہو سخاوت پہچان پنجتن کی
''مشہور ہے جہاں میں دریا دلی حسن کی''

احمدؐ بتول حیدر شبیر اور شبر
سایہ ہے کبریا کا یا ہے کسا یمن کی

مہر حسن کی تابش تنویر علم و دانش
ہوتا رہے چراغاں رونق ہے انجمن کی

ہر سو ہے شادمانی بجتے ہیں شادیانے
صلح حسن ہے گویا آمد نئی دلھن کی

قرطاس آئینہ ہے تحریر کہہ رہی ہے
صلح حسن ہے صورت اقوام کے ملن کی

صلح حسن یہ بولی اہل منافقت سے
تم نے شعور انساں کی تازگی ہرن کی

دکھلا دیا حسن نے کیا چیز ہے دبستاں
نوک قلم میں پنہاں قوت ہے بت شکن کی

اے فیض کے سمندر سلطان ہفت کشور
تجھ سے ہے ماہتابی اور خاوری گگن کی

بے اختیار دل ہے کر اک نظر ادھر بھی
بگڑی مری بنا دے بخشش تری کرن کی

شاید کوئی فرشتہ لے کر پیام آیا
آہٹ ہوئی ہے جعفرؔ زنجیر در کی کھنکی

☆☆☆

منقبت امام حسن علیہ السلام

جانِ رسولؐ خوب ترا کاروبار ہے
تجھ پر توجہ نگہِ کردگار ہے

تیرا پیام دل کا سکون و قرار ہے
اقدام تیرا لائق صد افتخار ہے

تیری رضا رضائے الٰہی کا آئنہ
تحریر تیری مصلحت کردگار ہے

الجھی ہوئی ہے زلف زمانہ سنوار لے
اک نفس مطمئن ہے جو آئینہ دار ہے

پیدا خدا کے نور سے ہے نور پنجتن
''ذکر حسن عبادت پروردگار ہے''

ہیں خلق و صلح ذات حسن سے بہم دگر
دیکھو تو آب و تاب نئی ذوالفقار ہے

حجت تمام کی ہے سنبھل زعم اقتدار
صلح حسن اشارۂ پروردگار ہے

تو کتنا بے مثال ہے اے جان فاطمہ
جو لفظ لکھ دیا وہ ترا شاہ کار ہے

کرتا ہوں ایک تیری عنایت کا انتظار
دنیا کی کیا بساط ہے کیا اعتبار ہے

اسلام کے چمن کو جو سرسبز کر گیا
جعفرؔ بتول کا وہ حسین گلعذار ہے

☆☆☆

منقبت امام حسن علیہ السلام

حسن کا نور ہے یا شمع ہے فانوس رحماں پر
نظر آتا ہے اک قرآن ناطق رحل قرآں پر

سمندر علم کا موّاج ہے حرف سخنداں پر
حسن کا نام کندہ دیکھئے لولو و مرجاں پر

تڑپتا ہوں کہ جا دیکھوں حسن کا عہد سلطانی
ہوائے شوق تو لے چل مجھے تخت سلیماں پر

امامت وادیٔ پُر امن کا دریائے رحمت ہے
امامت سر بلند معرفت ہے عرش یزداں پر

مٹا دیتا ہے باطل کو علی کی تیغ کا پانی
حسن کی صلح پانی پھیرتی ہے شر کے ارماں پر

نچھاور ہو گئی پیغمبری دیکھا جو احمدؐ کو
''امامت ہو گئی قرباں حسن کے روئے تاباں پر''

یہ حُسن افتخار راکب دوش پیمبرؐ ہے
تجلی جس کی ہے ہر قطرۂ خون شہیداں پر

ادب میں تازگی آتی ہے جب سرسبز ہوتا ہے
حسن کا نام لکھ کر رکھ دیا حق نے دبستاں پر

تری بخشش کو جعفرؔ مل گیا ساماں مودت کا
یہی سامان بس باقی رہے دنیا کے ساماں پر

☆☆☆

منقبت امام حسین علیہ السلام

جس پہ ہے تیرا کرم دامن گلزار میں ہے
جس کو ہے تجھ سے عداوت دہن نار میں ہے

آگیا زد میں وہ ابلیس جو اشرار میں ہے
اک شرر ہے جو خس وخار کے انبار میں ہے

اے خدا دے پئے توصیف حسین ابن علی
وہ زباں جو دہن میثم تمار میں ہے

شمع گل ہو تو بنے پاؤں کی زنجیر دھواں
دیکھو کس درجہ کشش سید ابرار میں ہے

صاف دیتا ہے پتہ حر کا پلٹ کر آنا
طالب بیعت شہ منزل دشوار میں ہے

کب سے پھرتا ہے لیے مشک وعلم کی تصویر
جس کو کہتے ہیں قمر آئنہ بردار میں ہے

حوصلہ چاہیے ظلمت کو مٹانے کے لیے
''روح اسلام کی شبیر کے کردار میں ہے''

سینۂ دشت پہ تحریر تری الا اللہ
قاب قوسین کی منزل ترے انکار میں ہے

ہاتھ پر ہاتھ نہ دیں گے یدِ بیضا والے
کیوں جہنم کی طلب دستِ طلبگار میں ہے

منقبت کا تری انداز نیا ہے جعفرؔ
اک عجب لطف تکلم ترے اشعار میں ہے

☆☆☆

منقبت امام حسین علیہ السلام

آے حسین عالم امکاں لیے ہوے
اک سجدۂ عظیم کا ساماں لیے ہوے

آغوش مصطفےٰؐ میں امامت ہے جلوہ بار
گویا رسولؐ رحل پہ قرآں لیے ہوے

جوں لعل آب دار ہے احمدؐ کے دل کا حال
اک سیل اشک چہرۂ خنداں لیے ہوے

اس پنجتن کے پھول کی اللہ رے دل کشی
گویا زمین خلد گلستاں لیے ہوے

جھولا جھلائے ناز سے فردوس کی ہوا
جیسے ملک ہوں تخت سلیماں لیے ہوئے

بیعت کو کیا بڑھیں گے یہ فطرس سے پوچھیے
یہ ہاتھ ہیں مشیت یزداں لیے ہوئے

کیا برتری ملک پہ ہے آیا جو سامنے
خیاط کی بساط ہے رضواں لیے ہوئے

کاندھے پہ باپ ہے کبھی بیٹا ہے پشت پر
ہر جا نبیؐ غدیر کا عنواں لیے ہوئے

اسلام کی حیات کو درکار تھا لہو
پیش خدا حسین رگ جاں لیے ہوئے

یکجا یہاں ہے جذب غم و جذبۂ نشاط
جعفرؔ ہے آنسوؤں میں دل و جاں لیے ہوئے

☆☆☆

منقبت امام حسین علیہ السلام

آغوش میں بتول کے اک گلعزار ہے
اس پر فدا رسولؐ زمانہ نثار ہے

مٹھی میں اس کی مرضی پروردگار ہے
ہاتھوں کو جوڑے گردش لیل و نہار ہے

کھیتی نبیؐ کی خون سے سینچی حسین نے
ہے سرخ لالہ زار ہرا سبزہ زار ہے

تشنہ لبوں پہ بند تھا پانی فرات کا
شبیر آج بہتا ہوا آبشار ہے

سوے ہوے شعور کو بیدار کر دیا
ابن علی یقین کا پروردگار ہے

قبضے میں لے کے نہر کو عباس نے کہا
''صبر حسین جبر ہے یا اختیار ہے''

اے جان بوتراب ترا سجدۂ عظیم
وہ شان عبدیت ہے خدائی نثار ہے

مرنا سکھا دیا ہمیں ذبح عظیم نے
تو کس گماں میں گردش لیل و نہار ہے

بولے سناں کی نوک پہ جلتے ہوئے چراغ
گل کردے اے ہوا جو تجھے اختیار ہے

جعفر بلا کے تجھ کو کہیں گے یہ شاہ دیں
ہم پر خلوص قلب ترا آشکار ہے

☆☆☆

منقبت امام حسین علیہ السلام

حسین جس سے ہے وہ رہ نما حسین سے ہے
خدا کا نام نبیؐ کی انا حسین سے ہے

ملوکیت پہ خزاں کی ہوا حسین سے ہے
''بہار گلشن دین خدا حسین سے ہے''

بتول مرکز ایماں ہیں دین ہے پرکار
بقا کا کھینچا ہوا دائرہ حسین سے ہے

تمام دہر بنا ہے فریب گاہ سراب
نجات جس میں ہے وہ راستہ حسین سے ہے

کہاں بچی ہے کوئی راہ جز سوئے قاتل
ہمیں جو حوصلۂ سر ملا حسین سے ہے

حیات نو متبسم ہو سرخروئی ملے
جھلائے حق جسے وہ پالنا حسین سے ہے

لیا نہ کام کوئی معجزے کی طاقت سے
یہ اپنے آپ میں اک معجزہ حسین سے ہے

بلند عرصۂ خلقت پہ ایک سجدۂ شکر
ہمیشگی کی عجب انتہا حسین سے ہے

دم حسین سے قائم ہے ذوالفقار علی
نیام غیب میں صبر آزما حسین سے ہے

ہے کس میں دم جو مٹا دے وجود اے جعفرؔ
ہزار غم ہے مگر حوصلہ حسین سے ہے

☆☆☆

شانِ حضرت عباس علیہ السلام

دہر کیوں ہے شاکئ تنگئ دامانِ وفا
آ کے دیکھے کربلا میں حدّ امکانِ وفا

کل جو آغوشِ نبیؐ میں خود تھا قرآنِ عمل
ساتھ اس کے ہو بہو ہے آج قرآنِ وفا

کھل اٹھا دیں کا چمن رخصت ہوا دورِ خزاں
تشنہ لب نے آب یاری کی بصد شانِ وفا

دشمنوں کی سازشیں ناکام کرنے کے لیے
حوصلہ عباس کا ہے شان شایانِ وفا

ایک نقطے پر سمٹ آتا ہے ایماں رزم میں
پھر جفا کے سامنے ہے کلِّ ایمان وفا

دست عباس جری سے قوت حیدر عیاں
چیر دیتا ہے صفوں کو مرد میدان وفا

بن پہ بنتا ہے آب زندگی آب فرات
باندھتے ہیں کوثر و تسنیم پیمان وفا

بخش دی چلو سے موجوں کو زبان العطش
لے چلا آب رواں ہاتھوں میں فرمان وفا

ڈوب مرنے کو ترے کافی تھا اے فوج یزید
وہ جو پانی پھینک دے چلو سے سلطان وفا

مشک جعفر روشنائی اور علم بن کر قلم
لکھ گئے سارے جہاں میں اک دبستان وفا

☆☆☆

شان حضرت عباس علیہ السلام

سر پہ شبیر کے ہیں احمدؐ مختار کے ہاتھ
ساتھ ہیں شاہ کے عباس علمدار کے ہاتھ

بادباں بن کے چلا باد نمائی کو علم
حق کی کشتی ہے رواں شہ کے وفادار کے ہاتھ

پانی پہنچا نہ سکا جب وہ سکینہ کے تئیں
سوئے فردوس ندامت سے چلا وار کے ہاتھ

نہر پر شیر کے قبضے کو ذرا روک تو دیں
اتنے لمبے نہیں ہوتے ہیں ستمگار کے ہاتھ

انتہا دیکھ لی قدرت نے وفاداری کی
تا ابد حق کا علم اب ہے علمدار کے ہاتھ

مٹ گئے ہاتھ جو بیعت کے طلبگار ہوئے
کٹ کے بھی ضربت حق بن گئے انکار کے ہاتھ

حسن تعمیر وفا کا نہیں عالم میں جواب
بن گیا قصر وفا کٹ گئے معمار کے ہاتھ

اوج پرواز سے ہوتا ہے گماں اے جعفرؔ
آ گیا تیرا قلم جعفر طیار کے ہاتھ

☆☆☆

شان جناب زینب سلام اللہ علیہا

رعب زینب شام کے دربار تک چھایا رہا
بعدۂ ذہنوں پہ ان کی فکر کا سایہ رہا

دے گئی ظالم کو بنت فاطمہ ایسا جواب
حشر تک ہر حکمراں زینب سے گھبرایا رہا

کٹ گئے دریا پہ جب دست علمدار حسین
نطق کے ہاتھوں علم زینب کا لہراتا رہا

خود پرستی کر رہا تھا حاکم دربار شام
پیش زنیب اس کا سارا طنطنہ جاتا رہا

کون دیتا بنت حیدر تیری عظمت کا جواب
کس قیامت کا سر دربار سناٹا رہا

خطبۂ زینب نے ظالم کو جھنجھوڑا اس طرح
پھر مسلسل زلزلوں میں تخت کا پایا رہا

ظلم کے شداد جتنے بھی ہوے بعد یزید
خطبۂ زینب انھیں آئینہ دکھلاتا رہا

ہوگیا جعفؔر سر محفل جو آکر لب کشا
اس پہ بنت حیدر کرار کا سایا رہا

☆☆☆

شان جناب زینب سلام اللہ علیہا

قصر یزید نطق سے مسمار کر دیا
زور بیاں نے حیدر کرار کر دیا

تاریکیوں پہ یورش انوار کردیا
یوں بے نقاب سیرت اطہار کردیا

دھجی اُڑا کے تونے یزید پلید کی
اے بنت فاطمہ ہمیں ہشیار کردیا

میدان کارزار میں مصروف تھے حسین
تونے بیان حق سر دربار کردیا

چہرے پہ کب نظر پڑی دربار شام کی
خطبہ نے درمیان کو دیوار کر دیا

اللہ رے بنت حیدر کرار کا بیاں
لب سے گہر وہ برسے کہ انبار کر دیا

ہر دور کے یزید کو ہوتی رہی شکست
"زینب نے ہر ضمیر کو بیدار کر دیا"

صحرا کی ریت پر تھے امامت کے نقش پا
زینب نے ان کو نقش بہ دیوار کر دیا

جعفرؔ جب آیا تیرہ شبی کے ہجوم میں
جلوؤں کے ازدحام نے یلغار کر دیا

☆☆☆

منقبت امام زین العابدین علیہ السلام

اے انقلاب دورِ خزاں کے نئے گلاب
اے آسمان صبر کے تابندہ آفتاب

عرش بریں پہ تیری امامت کا انتخاب
تیری زباں پہ گویا خدا نے لکھی کتاب

تقریر تیری ایسی کہ جس کا نہیں جواب
تیری روش سے مرحلۂ دین کامیاب

چہرہ چھپا کے جائے تو ظالم کہاں پہ جائے
خطبے نے تیرے کر دیا باطل کو بے نقاب

جعفرؔ ترے بیان میں سمٹا ہے اک جہاں
تو نے تو چار شعر میں لکھا ہے ایک باب

☆☆☆

منقبت امام زین العابدین علیہ السلام

راضی بہ رضائے رب ہونا یہ سب کے بس کی بات نہیں
وا کرنا غموں کے لیے سینہ یہ سب کے بس کی بات نہیں

تحفے سے دامن بھر دینا یاقوت و لعل و گہر دینا
بے زر کو تونگر کر دینا یہ سب کے بس کی بات نہیں

انمول ہوے قطرے جم کر ہوں اترے جیسے شمس و قمر
پانی کو بنادے گنجینہ یہ سب کے بس کی بات نہیں

محتاج خدا کی ذات نہیں کیا دی جاے سوغات نہیں
جاں صرف عبادت کر دینا یہ سب کے بس کی بات نہیں

رستہ ہو رسالت سے آگے بڑھنا ہو قیادت سے آگے
لا سے اللہ تلک جانا یہ سب کے بس کی بات نہیں

پہنا ہو گلے میں طوق گراں، بیڑی اور خوں پاؤں سے رواں
کانٹوں کی منزل طے کرنا یہ سب کے بس کی بات نہیں

بے پردہ وبستہ اہل حرم خود زار و نزار اسی عالم
دربار شام پہ چھا جانا یہ سب کے بس کی بات نہیں

پیشِ حاکم تقریر تری تھی مثل علی تصویر تری
بن جائے بیاں خود آئینہ یہ سب کے بس کی بات نہیں

بیمار کی جب آواز سنی زنجیر تڑپ کر کہنے لگی
ایمان کا لوہا منوانا یہ سب کے بس کی بات نہیں

ہے رجس نفاق وبغض وحسد ناپاک ہیں ظلم وکینہ وکد
ہر عیب سے بالا تر ہونا یہ سب کے بس کی بات نہیں

سنگ اسود پہچان گیا سو جانوں سے قربان ہوا
پتھر کو نطق و نظر دینا یہ سب کے بس کی بات نہیں

ٹھکرا دینا بیعت کی طلب از کرب و بلا تا شام و عرب
انکار کو محشر تک لانا یہ سب کے بس کی بات نہیں

جعفؔر ہو غموں کا کوہ گراں ہو رنج و تعب چہرے سے عیاں
کل غرق عبادت کر دینا یہ سب کے بس کی بات نہیں

☆☆☆

منقبت امام زین العابدین علیہ السلام

نور رخ عابد ہے یا شان خدا کی ہے
سیرت پہ امامت کی قدرت نے جلا کی ہے

حیراں ہیں ملک سارے اس سید ساجد پر
یہ بندۂ نوری ہے یا بندۂ خاکی ہے

والعصر کی صورت میں یزداں نے قسم کھائی
واللیل کی چلمن سے عابد کی ثنا کی ہے

عابد کے صحیفے اور قرآں میں ہے فرق اتنا
خالق نے زباں دی ہے بندے نے دعا کی ہے

تحویل امامت میں ہے نور کی تابانی
قندیل عبادت میں ضو آل عبا کی ہے

عرفان شفا پاکر یہ خاک شفا بولی
سجاد کے سجدوں نے معراج عطا کی ہے

یہ کاہکشاں کیا ہے گرد سفر عابد
اس خاک زمینی میں خو عرش علا کی ہے

شبیر نے سجدے میں بھردی ہے توانائی
عابد نے عبادت کو معراج عطا کی ہے

کیا بحر تموج تھا کیا باد مخالف تھی
کشتی تری طاعت کی طوفاں میں چلا کی ہے

معمورۂ برکت ہو جعفؔر دل ہر مومن
رحمت سے الٰہی کی عابد نے دعا کی ہے

☆☆☆

منقبت امام محمد باقر علیہ السلام

طفل پیاسا کربلا کا فخر ایماں ہوگیا
سیرت معصوم سے کوثر بداماں ہوگیا

علم کے در وا ہوئے قائم دبستاں ہوگیا
جھوم کر اٹھی گھٹا جل تھل بیاباں ہوگیا

تجھ سا رہبر کیا ملا بخشش کا ساماں ہوگیا
تیرے فیض علم سے راہب مسلماں ہوگیا

تشنہ لب وہ تھا لب جوئے ولایت آگیا
جو جہالت سے رہا چپکا گریزاں ہوگیا

حل کیا جس دم امیر وقت کا تو نے سوال
ظاہراً وہ خوش ہوا پر دشمن جاں ہوگیا

زندگی پر پیچ تھی لیکن ترا حسن بیاں
سارا مشکل کام خوش خلقی سے آساں ہوگیا

جلوہ گر تیری وراثت میں ضیائے معرفت
نور ہی سے نور نکلا اور چراغاں ہوگیا

لولو و مرجاں ہیں تیرے تو ہے جنت کی بہار
جو ملا شہکارِ قدرت سے وہ قرباں ہوگیا

حق کا عرفاں دیکھ کر حیراں ہے مقتل کی زمیں
منقلب ہر قطرۂ خونِ شہیداں ہوگیا

تیشۂ فرہاد سے جعفرؔ کی محنت تھی عبث
تیری بزم نور میں آیا سخنداں ہوگیا

☆☆☆

منقبت امام محمد باقر علیہ السلام

مدحت سر دریا ہے یا چشمۂ حیواں ہے
بہتی ہے ہوا تازہ خوشبوئے بہاراں ہے

پہچان مؤدت ہے معیار رگ جاں ہے
انصاف ہے ایماں کا قرآن کی میزاں ہے

باقر کی ولادت ہے جنت گہر افشاں ہے
ہر شہر سجاوٹ میں اب شہر نگاراں ہے

مسرور خدائی ہے کیا نور درخشاں ہے
پھر جہل کو لرزش ہے پھر کفر پریشاں ہے

مشغول ہے خلاقی تحسین میں باقر کی
معمول سے ماہ نو بڑھ چڑھ کے درخشاں ہے

حکمت میں شجاعت میں عفت میں عدالت میں
اعجاز امامت ہے شہکار رسولاں ہے

توقیر ہے منبر کی آقائے خطابت سے
تقریر ہی باقر کی فردوس بہ داماں ہے

بطحا کی زمیں ان کی ہے کرب وبلا ان کی
نقش قدم باقر گیتی پہ نمایاں ہے

انساں کے کمالوں میں اخلاق حسیں تر ہے
شائستگی باقر خلاقی یزداں ہے

پہچان ہے مولائے پنجم کی محمدؐ سے
پھر شان ہم نام مرسلؐ سے نمایاں ہے

بھیجا ہے سلام ان کو سلطانؐ رسالت نے
لوحِ مہ تاباں پر کیا نور درخشاں ہے

لوٹ آئیں تو باقر کی نصرت کو چلے آئیں
یہ سیرت بوزر ہے یہ عظمت سلماں ہے

ہر سمت فضاؤں میں جھلکے ہو گہر گویا
پیدائش باقر سے عالم میں چراغاں ہے

شعروں سے ترے جعفرؔ پرکھیں گی یقیں زہرا
فرمائیں گی مولا سے جنت کا یہ ساماں ہے

☆☆☆

منقبت امام محمد باقر علیہ السلام

کاشف اسرار حق صاحب نظر پیدا ہوا
شہر پیغمبرؐ میں گویا تازہ در پیدا ہوا

عالم انسانیت نے پھر سکوں کی سانس لی
قالب قرآں میں پھر قلب و جگر پیدا ہوا

چاندنی پھیلی اندھیرے ہوگئے بے دست و پا
پانچواں برج امامت کا قمر پیدا ہوا

بارآور دین ہوگا بعد جس کے سات بار
باغ رب العالمین میں وہ ثمر پیدا ہوا

منبر و لوح وقلم پیدا ہیں جس کے واسطے
باقرِ علم و ہنر عابد کے گھر پیدا ہوا

ناخدائی کا جو سربستہ تھا راز کربلا
لے کے مستقبل کا وہ زادِ سفر پیدا ہوا

دور تک تنویرِ باقر سے چراغاں ہوگیا
علم کا جعفؔر فضاؤں میں اثر پیدا ہوا

☆☆☆

منقبت امام جعفر صادق علیہ السلام

نگینۂ معدن رسالتؐ امام صادق
قرینۂ عزوجاہ و حشمت امام صادق

سفینۂ بحر علم و حکمت امام صادق
مدینۂ فضل و فیض و برکت امام صادق

خدائے قادر کے دست کن سے جہاں کی خلقت
ہے جس کے ہاتھوں میں نبض قدرت امام صادق

لب و دہن سے گہرفشاں ہر حرف قرآں
روانیٔ کوثرِ بلاغت امام صادق

وہ جو بھی کہدے بیاں کا بن جائے حرف آخر
کلیم دانش گہہ صداقت امام صادق

وہ جس کی قندیل کی ضیا بام آسماں تک
قدم میں جس کے بہار جنت امام صادق

وہ جس کا دل عکس لوح محفوظ ہے مکمل
وہ جس کی امکاں پہ ہے حکومت امام صادق

جفر ہو طب ہو بخوم ہو علم کیمیا ہو
عطائیں جس کی کمال حکمت امام صادق

ہوئی امامت کے دور زریں میں زرنگاری
پیمبر جوہر اشاعت امام صادق

مری جبیں پر ہے نام جعفؑر ترے تصدق
مری ہو روز جزا شفاعت امام صادق

☆☆☆

منقبت امام جعفر صادق علیہ السلام

مشیت سے خدا کی آشنا ہیں جعفر صادق
سفینہ ہے خدا کا ناخدا ہیں جعفر صادق

نبوت اور امامت علم کے دریا ہوے باہم
اسی سنگم کے دُرّ بے بہا ہیں **جعفر صادق**

بشر کو کس قدر مشکل ہے حق کی راہ پر چلنا
رہ دشوار کے مشکل کشا ہیں جعفر صادق

زمانہ منقلب ہو جائے لاکھوں کروٹیں بدلے
ہمیشہ رہنے والا سلسلہ ہیں جعفر صادق

حوالے سے لسان اللہ کے قرآن ناطق ہیں
مزاج ہل اتیٰ اور انما ہیں جعفر صادق

جہاں پر ہر جگہ معمورۂ علم لدنی ہے
وہ شہر علم کی روشن فضا ہیں جعفر صادق

کلام اللہ سے جابرؔ کو بخشا چشمۂ حیواں
علم بردار علم کیمیا ہیں جعفر صادق

عطا کی درس کی تطہیر کر کے تقویت جعفرؔ
رہ حق کے لیے قبلہ نما ہیں جعفر صادق

☆☆☆

منقبت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

خدا خدا ہے یہ عرفاں نہیں بہ قید عقول
دھواں دھواں ہے نظر عقل گم قیاس ہے دھول

بہ زعم اوج اے انساں تو اپنی حد کو نہ بھول
ہیں سر پہ سات فلک جن کا بے حساب ہے طول

پکار اٹھتے ہیں حق بیں و حق شناس جہاں
خدایا خلقت ارض و سما نہیں ہے فضول

بہ عرش ثابت و سیار و ماہ و مہر منیر
بہ فرش برگ و ثمر غنچے اور کھلے ہوئے پھول

زمیں کے چودہ طبق ہر خلقت آدمؑ
مراد ان سے پیمبرؐ امام اور بتول

سمائی روح سے مٹی میں وقت کی دھڑکن
فرشتے سجدۂ آدمؑ میں ہوگئے مشغول

یہ وقت نور رواں ہے جہاں میں سال بہ سال
ہر اک برس سے عیاں بارہ ماہ کا معمول

رہیں گے بارہ مہینے جہاں میں تا محشر
اسی طرح سے امامت کا حشر تک ہے طول

مراد تیس شب و روز سے ہیں سی پارے
ہیں ماہ و روز امام و کتاب بہر عقول

بنا تسلسل شام و سحر سے اک ہفتہ
صفر کی ساتویں تاریخ ہوگئی مقبول

بہ نقش ہفت نگار و برنگ قوس قزح
عیاں ہے دین کے گلشن میں ساتواں یہ پھول

بنات ونعش کے ہیروں سے بھر گیا کشکول
جو سات بار جھکا در پہ تیرے عرش عیول

ہے جس کا اول و آخر محمدؐ و مہدی
وہ وسط حبل متیں جس میں خود ترا ہے شمول

ملے جو بہر جبیں سائی بوترابی کو
بنائے سجدہ گہہ ہفت تیرے پاؤں کی دھول

ترا جہاد مسلسل امام دین خدا
کہ رنج وغم تھا بنا صبح وشام کا معمول

رہین وہم و گماں تھے بہ فتنہ ذہن عوام
کتاب حق پہ بچھائی گئی تھی وقت کی دھول

امیر دور کے ہاتھوں میں سامری کا طلسم
عصائے موسیٰؑ لیے تو برائے فہم و عقول

وہ تیری راہ نمائی میان دشت سراب
طلسم ٹوٹا کہ چھٹتی ہو جیسے راہ سے دھول

قدم قدم پہ چلا ساتھ جذب ابراہیمؑ
بنا بنا دیا ضبط غضب نے آگ کو پھول

پیمبری و امامت کا فرق دیکھ کنیز
کجا وہ دامن یوسفؑ کجا نماز کا طول

وہ قید سخت تھی لیکن اسیر ہو نہ سکے
ترے خیال و کمال و زبان و فہم و اصول

نگاہ حق کے لیے وصف برتر از ادراک
مثیل جعفر صادق ہیں نے نبی نہ رسول

درود ان پہ سلام خدا ہے ان کے لیے
''مزاج دان مشیت رسولؐ و آل رسولؐ''

کشش ہے جعفرؔ آزردہ جاں کی سوئے جناب
بہ ہر نفس ہے صدا کیجیے سلام قبول

☆☆☆

منقبت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

عطا کی سازشوں کے درمیاں دیں کو بقا کس نے
عبادت کو حصارِ غم میں دے دی انتہا کس نے

دکھایا جلوۂ امر خدا کا معجزہ کس نے
جلایا قید خانے میں ہدایت کا دیا کس نے

زمانہ خود ہی دیکھے فرق کیا ہے حق و باطل میں
دوا کس نے بہم پہنچائی رکھا لا دوا کس نے

نمایاں ہو کے بولیں مشکلات موسیٰ کاظم
غموں سے کر دیا ہے کربلا کو آئینہ کس نے

خدا نے ان کے گھر کو بھر دیا نور مسلسل سے
اتاری آیۂ تطہیر کس نے ہل اتیٰ کس نے

مصلیٰ قید خانے میں بچھایا تو زمیں بولی
مجھے تحت الثریٰ سے کر دیا عرش علا کس نے

حوالے جبر و استبداد کے تھی زندگی کس کی
کیا ہے کاظمین الغیظ کے حق کو ادا کس نے

ملا مولا سے جعفرؔ وہ شعور منزل عرفاں
سبھی حیران ہیں بخشا ہے ایسا مرتبہ کس نے

☆☆☆

منقبت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

سیرت نبیؐ کی اور علی کا شعار ہے
کاظم کا نفس معجزۂ کردگار ہے

سن لو کلام دیکھ لو روشن ہے شہر علم
قرآں کی مملکت میں کنیا شہریار ہے

حق ہے میان بندہ و معبود آشکار
زنداں ہے اور عبادت پردردگار ہے

ہے قید و بند تا کہ کوئی کربلا نہ ہو
بعد از حسین خوف کا حاکم شکار ہے

ہے نفس مطمئن کہ ہے آتش فشاں خموش
محشر کو روک رکھا ہے وہ اختیار ہے

مثل خلیل آگ کی راہوں میں ہیں امام
کاظم کے ضبط غیظ سے گلزار نار ہے

آزاد کس کی شان حد تیرگی سے ہے
ایماں کی ناؤ وقت کے دریا کے پار ہے

غم سے نباہ چاہتا ہے داور وجود
جعفرؑ بنا حیات کی صبر و قرار ہے

☆☆☆

منقبت امام علی رضا علیہ السلام

صَرف زور سلطنت پیچیدگی لانے میں ہے
سرفرازی حق کی الجھی بات سلجھانے میں ہے

ہے رضا تیرا لقب اور نام نامی ہے علی
روشنی شمع ازل کی تیرے کاشانے میں ہے

کنیت ہے بوالحسن مثل علی مرتضیٰ
تو ولئ عہد ہے مامون افسانے میں ہے

سلسلہ تیری امامت کا ہے اہل بیت سے
اے رضا تو بھی نبوت کے جلو خانے میں ہے

تیرے جد کے جد پہ گزرا کربلا کا سانحہ
دل ترا صرف فغاں شہ کے عزا خانے میں ہے

مثل جد تو ہے کمال درس کی زندہ مثال
تیرا شہرہ سب کو علمی فیض پہنچانے میں ہے

باپ کی آغوش کی خوشبو نے دی یہ تربیت
بادشاہت سختیوں پر صبر کر جانے میں ہے

ذکر منبر تجھ سے ہے تجھ سے مقرر کا مقام
مرتبہ دعبلؔ کا تیرے فرش پر آنے میں ہے

فقر کی پوشاک تیری تیرا سلطانی لباس
روح تیری معرفت کے تانے اور بانے میں ہے

زندگی فردوس کو آئینہ دکھلانے لگی
بادۂ حب رضا رندوں کے پیمانے میں ہے

تیرے روضے کی زیارت کو ترستا ہے غلام
میرے آقا دیر کیا جعفرؔ کو بلوانے میں ہے

☆☆☆

منقبت امام علی رضا علیہ السلام

جس کی الفت سے سراسر دل مرا سرشار ہے
وہ ضعیفوں کا معین و رہبر و سردار ہے

دم بخود پیش رضا مامون کا دربار ہے
ہے نظر حیراں علی کا نطق گوہر بار ہے

آفتاب علم سے روشن خراساں ہوگیا
دیکھئے گل ہر چراغ جبہ و دستار ہے

وہ رضا جس کی صفت بھی نام نامی بھی علی
جاں نثاروں کا سر محشر ضمانت دار ہے

گھول دے جو طرز سلطانی میں شبیری مزاج
ہر دو عالم اس کی بیعت کے لیے تیار ہے

دست موسیٰ میں ہے لو مثل ید اللٰہی کی ضو
طور کے دامن میں نور حیدر کرار ہے

اپنا فن پارہ عطا کرنے کو قدرت آ گئی
لے لو کاظم یہ ہمارا آٹھواں شہکار ہے

تھم گئی گردش فلک کی آنکھ خیرہ ہو گئی
گھر میں کاظم کے رضا کا نور جلوہ بار ہے

جل اٹھیں شمعیں جہاں دیکھو ہوئے روشن چراغ
سینۂ علم لدنی چشمۂ انوار ہے

جنتی ہو جائے جعفرؔ جس عبادت کے طفیل
وہ عبادت حب آل احمدؐ مختار ہے

☆☆☆

منقبت امام محمد تقی علیہ السلام

ہے فنا کی راہ پر صبح مسرت شام غم
کب جہاں یہ دائمی ہے مثلِ گلزار ارم

خلقت موت وحیات اللہ کی پہچان ہے
رہ گیا باقی در حاتم نہ دور جام جم

موت سے پیدا ہے نسل بعد نسلٍ زندگی
فرصت یک دونفس ہے اور پھر ملک عدم

ہے رواں مدح تقی میں لوح عرفاں پر قلم
چومتی ہیں خود ہی بڑھ کر عظمتیں ان کے قدم

یوں مزین ہے صفات حق سے ذات محترم
علم ہے علم لدنی شان ہے جود و کرم

ہیں سخی ابن سخی ابن سخی ابن سخی
ہیں عطائیں آپ کی لامنتہیٰ بے کیف وکم

شخصیت میں نور کی لہریں صفت اندر صفت
گویا دریائے امامت اور رسالت ہوں بہم

سید کونین کا ورثہ ہے ذات حق نما
ذی شکوہ وذی وقار وذی شعار و ذی حشم

ذی حس و ذی جستجو وذی نظر ذی معرفت
ذی خرد ذی مرتبہ ذی اختیار و ذی نعم

خانداں عالی شرف عالی و عالی حوصلہ
ایسے اعلا سر بلندِ علم ہے جس کا عَلم

باخدا و باوفا اور باکمال و باعمل
زندگی باضابطہ اخلاص بادرجہ اتم

آے جھک کر روبرو پاکیزگی بھی باوضو
متقی ایسے کہ تقویٰ کی جبیں ہوجاے خم

کردیا شفاف سب اپنے کمال علم سے
جو مقابل آیا رکھ پایا نہ پھر اپنا بھرم

پیش باریکی سے یوں حق کو کیا دربار میں
کھا گئے منہ کی جو قاضی تھے بڑے فربہ شکم

آسماں صفحہ بنے لکھنے پہ آے ہر کرن
پھر بھی مدحت آپ کی سب ہو نہیں سکتی رقم

جان میں ہے جان جعفرؔ اور جہاں تک سانس ہے
نام لوں گا آپ کا جب تک نکل جائے نہ دم

☆☆☆

منقبت امام محمد تقی علیہ السلام

اکتساب نور کیا مہر درخشاں کے لیے
ملک کیا اور مال کیا جنت بداماں کے لیے

لائیے محفل میں شمع دل چراغاں کے لیے
جابہ جا جشن تقی ہو اہل ایماں کے لیے

سن کے آمد روح نے بڑھ کر کیا خوش آمدید
دل نے نقش پاپہ بوسے شاہ شاہاں کے لیے

والہانہ آے آغوش پدر میں یوں تقی
جیسے تڑپے روح قرآں قلب قرآں کے لیے

رک گیا مامون جب دیکھا امامت کا وقار
طفل عرش علم تھا درس فقیہاں کے لیے

جان پر بن جائے تو جاں کی حفاظت فرض ہے
درس ہے مولا کا سارے اہل ایماں کے لیے

قول مولا ہے، جب اترے دشمنی پر اقتدار
دین پوشیدہ رکھے بہتر ہے انساں کے لیے

دیکھیے جعفرؔ زمانہ لے رہا ہے کروٹیں
پھر بہار آئے گی مولا کے ثنا خواں کے لیے

☆☆☆

منقبت امام علی نقی علیہ السلام

شر ہے اب زیر انہدام نقی
تیشۂ وقت ہے کلام نقی

لے گا چن چن کے انتقام نقی
ایک در پردہ انتظام نقی

دیکھیں بیعت مری بنام نقی
لوگ مجھ کو کہیں غلام نقی

جب بھی نافذ ہوا نظام نقی
فیض پائیں گے خاص و عام نقی

ما حصل زندگی کا ہے کردار
معرفت شہرۂ دوام نقی

امر پیغمبری ہے مصطفویؐ
دعوت حق صلائے عام نقی

نکتہ نکتہ پہ طور کے جلوے
سن کلیمؑ ذرا کلام نقی

شان باقرؑ سلام پیغمبرؐ
فخر احمدؐ ہے اب سلام نقی

طنز ابتر کی کاٹ ہے کوثر
ناز نسل نبیؐ ہے نام نقی

آگے پیچھے امامتیں نگراں
خود پہ نازاں ہے احتشام نقی

تھی سروں پر تمازت دنیا
سائباں بن گئے خیام نقی

ہند کی ہے زباں تہتر میں
بولا کنکر یہ زیر کام نقی

جوق در جوق جمع ہے مخلوق
دیکھو عقبیٰ میں ازدحام نقی

سارا عالم اب انتظار میں ہے
ہے قیامت کا اہتمام نقی

اہل محشر سنیں گے اے جعفرؔ
لب پہ میرے رواں ہے نام نقی

☆☆☆

منقبت امام علی نقی علیہ السلام

بیاں کے واسطے جب برسر منبر نظر آیا
نقی دریائے کوثر شہر پیغمبرؐ نظر آیا

جو دیکھا درمیاں خلقت کے وہ سرور نظر آیا
شجاعت میں علی انصاف میں داور نظر آیا

جو کہیے سب سے اعلیٰ افضل و انور نظر آیا
قدم آگے بڑھا تو نور خود بڑھ کر نظر آیا

وہی علم لدنی ہے وہی معجز بیانی ہے
محمدؐ کا پسر بھی ہو بہو حیدر نظر آیا

زمانے کو اُسی جا سے دکھایا راستہ اس نے
جہاں پر عالم فکر و نظر ششدر نظر آیا

درندے گو کہ بھوکے تھے بڑھے بہر قدم بوسی
امامت میں جو وجہ اللہ کا تیور نظر آیا

ید الٰہی اشارہ شیر قالیں جان لیتا ہے
حکومت ڈر گئی جب مظہر حیدر نظر آیا

پڑھا اک شعر جو حاکم کے دل پر ضرب کاری تھا
لیے غزّہ میں جب وہ روبرو ساغر نظر آیا

ستاروں نے کہا جعفؔر ہم آئینہ دکھاتے ہیں
تقی کا ہو بہو نور نظر نیّر نظر آیا

☆☆☆

منقبت امام علی نقی علیہ السلام

کس کے لیے گلنار گلستاں کی فضا ہے
کس ناز سے اٹھلا کے چلی باد صبا ہے

کھل جائے گی قسمت کہ عطا چار طرف ہے
یہ چوتھا علی مثل علی عقدہ کشا ہے

شاداں ہیں تقی گھر کا ہے بدلا ہوا منظر
اک چاند ہے آغوش میں ضوبار فضا ہے

باقی نہ رہا نام و نشانِ متوکل
طوطی ترا اب شام و سحر بول رہا ہے

انساں کو بتایا کہ نہ مجبور نہ آزاد
ان دونوں کے مابین حد قدر وقضا ہے

ہے عالم غیبت میں وہی عالم ملت
جو حامل حق قوت قلب ضعفا ہے

پا جائیں کسی اور کو کھا جائیں درندے
بھوکے ہیں مگر جانتے ہیں کون ہے کیا ہے

حیران ہوا جام بکف دشمن مولا
تھرا گیا جب آپ نے یہ شعر پڑھا ہے

غرّہ تھا بنے لقمۂ حشرات زمینی
ہے جن کو نشہ ان کو پس مرگ فنا ہے

جعفؔر ہے صدا صل علیٰ صل علیٰ کی
ایوان تقی نور علیٰ نور ہوا ہے

☆☆☆

منقبت امام حسن عسکری علیہ السلام

روکے ہوئے ہے حشر کو تدبیر عسکری
بے چین ہے نیام میں شمشیر عسکری

چپ چاپ ہے عبادت شب گیر عسکری
نشتر مگر ہے شر کے لیے تیر عسکری

آئینہ نبیؐ ہے حسن کا جمال ہے
نقاش کا کمال ہے تصویر عسکری

مرکب ہے کائنات وہ راکب کی شان ہے
کس کی مجال ہو جو عناں گیر عسکری

وہ نور ہے کہ طور کے جلووں کو ناز ہے
آ کر کلیم دیکھئے تنویر عسکری

ہر منزل حیات کو روشن کرے چراغ
رکھو اگر نگاہ میں تفسیر عسکری

قیدی نے قصر ظلم کو زنداں بنا دیا
زنجیر بن کے پڑگئی زنجیر عسکری

مشکل میں کہہ کے دیکھئے یا عسکری مدد
مشکل کشائی رکھتی ہے اکسیر عسکری

ہم منتظر ہیں دید کے شاید اٹھے حجاب
زندہ ہے آج وارث جاگیر عسکری

جعفر امام غیب کا پردہ ہے آسماں
درپردہ یہ ہے منزل تعمیر عسکری

☆☆☆

منقبت امام حسن عسکری علیہ السلام

نیک ہے کوئی طبیعت بد ہے اکثر کا مزاج
اک قناعت ہے بشر کی ایک ہے شر کا مزاج

ماہ کامل جس میں در آئے وہ چادر کا مزاج
ہے عیاں تطہیر کی چادر کے اندر کا مزاج

رہبری میں ان کی داخل کب ہے باہر کا مزاج
عسکری کا ہے وہی جو ہے پیمبرؐ کا مزاج

خالق کل کا ہے تحفہ اس گل تر کا مزاج
زندۂ جاوید ہے باغ پیمبرؐ کا مزاج

حق سے ہے اذنِ رحیلِ کاروانِ عسکری
حشر تک قائم ہوا اللہ و اکبر کا مزاج

قافلہ کارِ حسن کا کب رکا روکے سے ہے
مثلِ آوازِ سگاں ہے فتنہ پرور کا مزاج

رب کا ہے شہکار دو دھاروں کا نوری امتزاج
ایک ہے شانِ محمدؐ ایک حیدر کا مزاج

موج کو پابستۂ زنجیر مت کر فتنہ ساز
خود ڈبو دے گا تری کشتی کو لنگر کا مزاج

اس ولی کے سامنے دنیا کی ہے اوقات کیا
جس میں جنت کی ہو طینت جس میں کوثر کا مزاج

مدحِ مولا میں خزانوں کے دہانے کھل گئے
چھا گیا جعفرؔ فقیری پر تونگر کا مزاج

☆☆☆

منقبت امام حسن عسکری علیہ السلام

جو خیر و شر جہان میں ہے آدمی سے ہے
توقیر ہے کسی سے تو ذلت کسی سے ہے

دنیا میں بے ثبات بشر کجروی سے ہے
جو نور ہے وہ سلسلۂ دائمی سے ہے

شمس و قمر نجوم. ہیں آئینہ ضیا
آیا ہے آج کون عیاں روشنی سے ہے

زنداں کے روزنوں سے نکلتا ہے نور سا
آزاد کس کی شان حد تیرگی سے ہے

تکمیل دین احمدؐ مرسل علی سے ہے
ایمان کا قیام حسن عسکری سے ہے

حسن حسنؑ سے نور علیؑ نور ہو گیا
روشن جہاں جمال حسن عسکری سے ہے

قیدی وہ جس کا اور بڑھے قید میں وقار
بے چین وہ ہو لاگ جسے زندگی سے ہے

بجلی ہے اس پہ جلوۂ روئے حسن کی بات
حاکم کو خوف اپنی ہی پژمردگی سے ہے

جعفرؔ ذرا وہ اپنے مقدر کی لے خبر
جس شخص کو عناد مری شاعری سے ہے

☆☆☆

منقبت امام مہدی آخرالزماں علیہ السلام

شان تیری تری رونق تری رعنائی ہے
اور جہاں میں ہوں دل و جان پہ بن آئی ہے

کھینچ لیتا ہے تصور کو مرے تیرا حجاب
تیرے جلوؤں کو ترستی مری بینائی ہے

ڈھونڈتا عالم لاہوت میں جاتا ہے خیال
اس جگہ تو نہیں بس عالم تنہائی ہے

سنتے ہیں کھلتا ہے جو بن پہ ترے حسن جمیل
پر جہاں تو ہے وہاں کون تماشائی ہے

آسماں پر تری آمد کی خبر آئی ہے
رات حائل ہے جہاں تیری پذیرائی ہے

برسر کاہکشاں انجمن آرائی ہے
عرش پر ماہ نے خود چاندنی بچھوائی ہے

کب تلک بام پہ شغل فلک آرائی ہے
آ اتر آ کہ ہمیں تیری ادا بھائی ہے

دور کر تیرہ شبی پردۂ اسرار اٹھا
خازن نور مرا دل ترا سودائی ہے

میری دنیا تجھے اپنا کے کہے گی واللہ
حجت حق پئے تکمیل بشر آئی ہے

جیسا خوابوں میں تصور تھا وہ محسن آیا
منتظر جس کے تھے صورت وہی دکھلائی ہے

چشم عالم ترے جلووں کی تمنائی ہے
اور تو ہے کہ نہ آنے کی قسم کھائی ہے

رابطے کرتا ہوں قائم تجھے پانے کے لیے
جانتا ہوں کہ تری حق سے شناسائی ہے

راہ گلزار براہیمؑ پہ نقش کف پا
استواری تری اللہ سے آبائی ہے

تیری سیرت میں ہے بھیجے ہوئے نبیوں کا مزاج
جوہر آل محمدؐ تری دانائی ہے

ڈھونڈتا دل ہے تجھے گیارہ اماموں کی طرح
کون کرنے کو یہاں حوصلہ افزائی ہے

آمد حسن پہ موقوف ہیں خوشیاں دل کی
بات جعفرؔ مری تقدیر نے الجھائی ہے

☆☆☆

منقبت امام مہدی آخر الزماں علیہ السلام

معلوم کیجئے یہ ذرا جوئبار سے
آیا ہے کوئی پانی پہ چل کر کنار سے

موجوں کی نذر کرتا ہوں خط لکھ کے بار بار
پوشیدہ کیوں رکھا ہے پتہ جاں نثار سے

تجھ کو تلاش کرتا ہوں دریا کے آس پاس
تو ہی پکار لے مجھے قرب وجوار سے

کتنی قیامتیں مرے دل پر گذر گئیں
اب منتظر ہوں آے ترے اختیار سے

آواز دی کسی نے یہ زیرِ مزار سے
میں بھی گذر رہا ہوں حدِ انتظار سے

چھوڑا جہاں پہ آس نہ چھوڑی مگر یہاں
آگاہ ہوں ارادۂ پروردگار سے

پہلے بھی مشتِ خاک یہاں بھی ہوں مشتِ خاک
دل پھر بھی صاف نکلے گا زیرِ غبار سے

آئے گا جست وخیز یہاں تاج دارِ نور
آزاد ہوں گا میں بھی لحد کے حصار سے

ہوگی بہشت سائے میں جس کے حیاتِ نو
لوں گا میں رزق اس شجرِ میوہ دار سے

دیکھوں گا اپنی تیغ کو مصروفِ کارزار
پائے گی آب تاب وتب ذوالفقار سے

جو بھی، اٹھیں گے نصرت مولا کے واسطے
ہو جائیں گے جوان نحیف و نزار سے

روشن شہید پر ہیں اجل کی تجلیاں
کردیں گے جاں نثار ہزار افتخار سے

سب انتظام شہر خموشاں اسی سے ہے
''قائم نظام شمس ہے جس پردہ دار سے''

اہل ولا کی شان قیامت میں دیکھنا
انصاف پائیں گے شہ عالی وقار سے

جعفر ترے بیاں میں ہے عکساں نیا خیال
خوش ہوں گے شاہ عصر ثنا کے شعار سے

☆☆☆

منقبت امام مہدی آخرالزماں علیہ السلام

پھر امامت کی رہبری ہوگی
زندگی جیسی زندگی ہوگی

روشنی میں وہ تازگی ہوگی
ہر کرن پھول کی لڑی ہوگی

دھوپ سر پر نہ پھر کڑی ہوگی
شبنمی سی ردا تنی ہوگی

در پہ ہوگی نہ خوف کی دستک
پھر نہ چہروں پہ مردنی ہوگی

لیلئ شب دلھن بنی ہوگی
''چاند نکلے گا روشنی ہوگی''

کوئی خود سر نہ سر اٹھائے گا
سر پہ شمشیر حیدری ہوگی

یوں اٹھے گا سحاب حکمت وفن
بارش علم و آگہی ہوگی

لیلۂ قدر ہوگی مطلع فجر
پر مسرت ہمیشگی ہوگی

پردہ جب درمیاں سے اٹھے گا
کس قیامت کی دلکشی ہوگی

ان سے ملنا اگر ہے قسمت میں
عمر جعفر میں یاوری ہوگی

☆☆☆

منقبت امام مہدی آخرالزماں علیہ السلام

جو یوں چھپو گے تو جائیں گے جاں نثار کہاں
تمہارے پردے پہ ہے ان کو اختیار کہاں

تڑپ رہے ہیں کہ جاں کو کریں نثار کہاں
''ہم اہل دل ہیں ہمیں تاب انتظار کہاں''

اگر خیال ہے دنیا جہان دیکھ نہ لے
درون خواب ہی آجاؤ اس میں عار کہاں

یہ کم نہیں کہ محبت تمہاری ہے قائم
جو دل بجھا ہو تو الفت کا کاروبار کہاں

مرے نصیب میں کیوں لکھ گئی ہے بادِ سموم
نسیم صبح کہاں حسن نو بہار کہاں

جو نور پارہ ازل سے ہے تا قیامت ہے
ہماری عمر سے اس عمر کا شمار کہاں

تمام علم مدینہ ہے جس کے سینے میں
پس حجاب نہاں ہے وہ شہریار کہاں

ہیں زندہ عیسیٰ و الیاسؑ و خضرؑ اور ادریس
مگر وہ تاج امامت کا افتخار کہاں

چلے تو برق لگے کاٹ میں قیامت ہو
جہان نو تجھے انداز ذوالفقار کہاں

الہ آباد ہے جعفرؔ رہو یہاں آباد
خدا کے نام پہ قائم کوئی دیار کہاں

☆☆☆

منقبت امام مہدی آخرالزماں علیہ السلام

بس اک خدا ہے دوسرا کوئی خدا نہیں
ہیں انبیا مقابلۂ مصطفٰےؐ نہیں

مثل علی کہیں بھی تو مشکل کشا نہیں
نسواں کا افتخار بجز فاطمہ نہیں

امن و اماں کا دہر میں کب راستہ نہیں
حل مجتبٰی نے کر دیا کیا مسئلہ نہیں

رد بیعت یزید کرے حوصلہ نہیں
دنیا کے پاس آج شہ کربلا نہیں

عرصے سے نورِ حق کی جہاں میں فضا نہیں
کیا تازگی ملے جو چمن کی ہوا نہیں

زنداں سے چھن رہی تھی امامت کی روشنی
نکلا قمر تو رات کے روکے رکا نہیں

آکر سکون دیجئے اے جانِ انتظار
کیا بے قرار دل سے کوئی واسطہ نہیں

جب ہو تمہارے آنے پہ موقوف زندگی
بتلاؤ انتظار قیامت ہے یا نہیں

اقرارِ غیب علم ہے حق الیقین ہے
''انکارِ غیب فکر نہیں فلسفہ نہیں''

میدانِ حشر میں بھی تجھے سرخرو رکھے
جعفؔر بجز امام کوئی سلسلہ نہیں

☆☆☆

منقبت امام مہدی آخرالزماں علیہ السلام

ہر شام دل میں جوت جگاتے رہیں گے ہم
اک جشن انتظار مناتے رہیں گے ہم

بس رہ گئی ہے دید کی حسرت ہمارے پاس
اس کو دلھن کی طرح سجاتے رہیں گے ہم

دیکھیں گے کیا فقیروں کو ملتا ہے غیب سے
در کی صدا سے باز نہ آتے رہیں گے ہم

ہے آبلوں پہ اپنے نظر اہل دہر کی
کب تک یہ نوک خار سجاتے رہیں گے ہم

کب تک خضر کی دشت میں کرتے رہیں تلاش
کب تک فریب دہر میں کھاتے رہیں گے ہم

چھانیں گے خاک حشر تک اے جان بوتراب
راہ زمیں پہ آنکھ بچھاتے رہیں گے ہم

ہر سال بارہ ماہ تو ہر ماہ بار بار
بارہ دری سے شہر میں جاتے رہیں گے ہم

طوفان ظلم و جور جو آتا رہے تو آئے
پرچم حسینیت کا اٹھاتے رہیں گے ہم

ہم خوب جانتے ہیں کہ ہے دیر کس لیے
آمد کے انتظار میں جاتے رہیں گے ہم

لِلہ جلد آیئے جعفرؔ کی ہے دعا
کب تک غموں کا بار اٹھاتے رہیں گے ہم

☆☆☆

منقبت چہاردہ معصومین

الحمد رب العالمیں
والله خیرالرازقیں

تعریف سب تیرے تئیں
جھکتی ہے سجدے میں جبیں

ہے دیکھنا عین الیقیں
اور جاننا علم الیقیں

کہتا ہے اوج عارفیں
الله ہے حق الیقیں

بھیجے ہیں کتنے مرسلیں
چھوڑی نہ کوئی بھی زمیں

مہکی محمدؐ سے زمیں
چہکے طیور نغمہ گیں

ہے محور روح الا میں
اک انتخاب عالمیں

سر چشمۂ سال وسنیں
فرماں روائے ماء وطیں

مُہر نجات مومنیں
میر عباد الصالحیں

اک آخری پیغام بر
اک منتہیٰ انداز دیں

اک تیرا در بس تیرا در
اے رحمت للعالمیںؐ

سو معجزوں کا معجزہ
اعجاز قرآن مبیں

قرآن ناطق بن گیا
قرآن صامت کا امیں

ہیں حلقہ حلقہ مومنیں — گرد شہِ شاہان دیں
قرآں کی اہلبیت سے — نسبت طہارت کا یقیں
اہل ردائے انما — ہیں اہلبیت طاہریں
وہ سیّدہ کا مرتبہ — اوج نساء العالمیں
در دست ختم المرسلینؐ — بارہ ہیں خاتم کے نگیں
اول علی مولا علی — عقدہ کشائے عالمیں
مولا ہیں میزان زماں — مولا ہیں آئین زمیں
مولا امام انس وجاں — مولا امیر المؤمنیں
مولا علی نطق زباں — آہنگ قرآن مبیں
مولا علی بن آپ کے — دنیا نہیں عقبیٰ نہیں
خلق حسیں صلح حسن — ایمان ہے گویا حسیں
بیعت کجا شبیر سے — پلٹی ہو جس نے آستیں
ہر ایک سجدہ کربلا — غمہائے زین العابدیں
وہ باقر علم نبیؐ — وہ شاہ راہ شارحیں
وہ صبح صادق مرحبا — دانش گہہ صد آفریں
وہ نقش پائے کاظمی — گلہائے راہ آتشیں
وہ ظاہراً سلطاں رضا — باطن ضعیفوں کا معیں
وہ منبر شان تقی — وہ دور اندوہ و حزیں
کیا قید ہوں گے عسکری — کب قید ہے دنیائے دیں
اے قائم وقت رواں — اے جان فردوس بریں

اے وعدۂ نظمِ جہاں
اے منتظر مہدیٔ دیں

اک زہر ہے اب زندگی
سارا جہاں ہے آتشیں

ابرِ کرم برسے یہاں
گلزار بن جائے زمیں

کیا انتظارِ حسن ہے
آنکھیں مری پتھرا گئیں

یہ التجا جعفؔر کی ہے
ہو التفات دلنشیں

☆☆☆

منقبت چہاردہ معصومین

خلّاق ہے اور لائق تعظیم خدا ہے
اک سلسلۂ نور ابد اس کی عطا ہے

نبیوں میں کوئی مثل محمدؐ نہیں پیدا
رحمت کے لیے روز ازل خلق کیا ہے

قرآن کی تعلیم اسے پہلے پہل دی
پیغام کو عالم نے محمدؐ سے سنا ہے

پھر بھیجا ہدایت کے لیے بعد پیمبرؐ
وہ نور کہ جو سلسلۂ آل عبا ہے

بیٹی کو پیمبرؐ نے کہا امّ ابیہا
خورشید امامت اسی محور پہ چلا ہے

بتلاتا ہوں انوار امامت کے ٹھکانے
پہچان لو یہ آل رسولؐ دوسرا ہے

اول ہے محمدؐ کا ولی نام علی ہے
درشہر نجف اس کا ہی دربار کھلا ہے

دوئم ہے حسن ابن علی ساکن بطحا
پہلوئے زمیں فاطمہ زہرا کا ملا ہے

سوئم ہے حسین ابن علی شاہ شہیداں
سراس نے کیا معرکۂ کرب وبلا ہے

یثرب کی ضیا سید سجاد چہارم
تکثیر عبادت سے یہی نام ملا ہے

پنجم ہے جو مخزن تو ششم علم کا دریا
یہ چشمۂ انوار مدینے کی عطا ہے

ہشتم کہ ہے سلطان خراساں کی زمیں پر
ہر حال میں در اس کا غریبوں پہ کھلا ہے

اعراق میں جا پوچھیے ہفتم و نہم کو
کاظم کے حوالے سے ہی دونوں کا پتہ ہے

کھل جائے دہم باب اگر سامرہ جاؤ
ہے نام علی شان وہی جلوہ نما ہے

روشن ہے یہیں یازدہم شمع امامت
ثانی حسن ابن علی بھی اسی جا ہے

جس یازدہم حسن کی زائیدہ ضیا ہے
وہ دوازدہم نور ہے پردے میں چھپا ہے

ہے ان پہ ہی موقوف شفاعت کی ضمانت
جعفر یہ شرف داور محشر سے ملا ہے

☆☆☆

شانِ حضرت ابو طالب

حمد خواں ابو طالب خوش بیاں ابو طالب
آسمانِ رحمتؐ کے راز داں ابو طالب

کیا تمہارے گھر کی ہیں خوبیاں ابو طالب
کھیلتی ہے آنگن میں کہکشاں ابو طالب

پھول اپنے گلشن کے سب نبیؐ پہ برسائے
تم پہ ہو گئیں صدیاں گل فشاں ابو طالب

جو دیا تمہارا تھا وہ دیا اذاں میں ہے
جل رہی ہیں طاعت کی بتیاں ابو طالب

تم نے تو محبت سے پال کر محمدؐ کو
کفر کی اڑادی ہیں دھجیاں ابوطالب

بحرِ علم پر تم نے بارش گہر کی ہے
چل رہی ہیں نورانی کشتیاں ابوطالب

فصل ہے محمدؐ کی تم نے آب پاشی کی
توڑتے ہیں دشمن بھی روٹیاں ابوطالب

ایک باغبانی سے باغ بن گئے چودہ
تم نے طئے کیے کتنے ہفت خواں ابوطالب

دھوپ چھاؤں جیسی ہے راز رازِ ہستی ہے
اب عیاں ابوطالب اب نہاں ابوطالب

امرِ حق کی اے جعفؔر ہے بقا محمدؐ سے
دینِ احمدؐ مرسل کی اماں ابوطالب

☆☆☆

شانِ حضرت ابو طالب

سر پہ اہل دین کے سایہ ابو طالب کا ہے
رعب اب تک کفر پر چھایا ابو طالب کا ہے

پیش قدمی کر گئی دین خدا کی معرفت
راستہ پہلے سے دکھلایا ابو طالب کا ہے

کیا ہے مستقبل حرم کا. ابرہہ تھا بے خبر
دَل ابابیلوں کا بلوایا ابو طالب کا ہے

جہل کے نشتر لگے پر مٹ گئے اس کے نشاں
مرہم اسلام ہے پھایا ابو طالب کا ہے

تم کہیں اپنی طرح کا مت سمجھ لینا انھیں
آئنہ ایماں کا دکھلایا ابوطالب کا ہے

آپ کے آنگن میں کھیلے ہیں حبیبِ کبریا
برکتوں کا مینھ برسایا ابوطالب کا ہے

مصطفےٰؐ شبیر وشبر فاطمہ زہرا علی
کار و بارِ حق میں سرمایا ابوطالب کا ہے

روشنی کہنے لگی اسلام کو ''خوش آمدید''
بام و در ایماں کا چمکایا ابوطالب کا ہے

منتخب ہے وہ چچا کی گود کا پالا ہوا
التفات بے کراں لایا ابوطالب کا ہے

آج کہدو اے محمدؐ وہ جو کہنا ہے تمہیں
دیں کا یہ آغاز فرمایا ابوطالب کا ہے

کر دیا کل باغ ہی اپنے بھتیجے پر نثار
مقصد اللہ برلایا ابوطالب کا ہے

جس علی نے سر کیا اسلام کا ہر معرکہ
وہ نبیؐ کا جانشیں جایا ابوطالب کا ہے

جس کے ہوں حسنین پوتے فاطمہ زہرا بہو
کیا شرف ہے اور کیا پایا ابوطالب کا ہے

یہ ہیں جعفرؑ اولیں اسلام کے ماحول ساز
دیکھنا پرچم وہ لہرایا ابوطالب کا ہے

☆☆☆

شانِ حضرت ابوطالب

سن رہے تھے آواز سرمدی ابوطالب
دے گئے رسالت کو سروری ابوطالب

چہرۂ محمدؐ بھی دیکھنا عبادت ہے
عمر بھر عبادت ہی تم نے کی ابوطالب

ہاشمی فراست کو استوار کرنے میں
اولیں محمدؐ کی دل کشی ابوطالب

جز خدائے برتر کے کون تھا محمدؐ کا
کم سنی کو تم نے دی زندگی ابوطالب

پرورش میں احمدؐ کی ہر عمل قصیدہ ہے
ابتدا تمہیں سے ہے نعت کی ابوطالب

مقصد محمدؐ نے تم سے حوصلہ پایا
بے کراں تمہاری ہے مشفقی ابوطالب

باکمال سیرت سے جاوداں کیا تم نے
زندگی جو پائی تھی عارضی ابوطالب

وقت ذوالعشیرہ ہو یا کوئی بھی موقع ہو
تم نے کی پیمبرؐ کی دلدہی ابوطالب

قبضۂ وراثت میں آگئی خدائی تھی
گر علی نہ کر لیتے بندگی ابوطالب

حق بھلا ادا کیا ہو معرفت کہاں ممکن
شاعری ہے جعفرؔ کی عاجزی ابوطالب

☆☆☆

شانِ جنابِ مسلم ابن عقیل

اے شہیدِ کوفہ اے راہِ وفا کے سنگِ میل
تجھ سے قائم ہے وقارِ آیۂ صبرِ جمیل
ظلم کی تاریکیوں میں وہ ترا ذوقِ خرام
تو نے قائم کی مثالِ طاعتِ ربِّ جلیل
اہل کوفہ سن لو مسلم سے وہ پیغامِ حسین
جس سے دنیا کو میسر ہو مسلسل سلسبیل
استقامت معرفت مظلومیت حقانیت
درسِ عالم ہے ترا ہر نقش اے ابن عقیل
عزم و استقلال میں ڈوبا ہوا حسنِ عمل
رفعتوں پر جس کی حیراں ہے فضائے جبرئیل
شدّتِ تشنہ لبی سے بڑھ گئی چہرے کی آب
جہل کے آتش کدے پر چھا گیا جذبِ خلیل
خونِ ناحق کی صدا لے جا تو اے بادِ رواں
کاروانِ کربلا سن لے یہ آوازِ رحیل
وقت کے دامن پہ جعفؔر مردِ مومن نے لکھا
سیرت و کردار ہے تفسیر آیاتِ نزیل

☆☆☆

سلام

(مسدس)

امام حسینؑ

السلام اے تابشِ مہرِ منور السلام
السلام اے جنبشِ تسنیم و کوثر السلام
السلام اے کاوشِ سردارِ لشکر السلام
السلام ائے بخششِ حرؔ دلاور السلام
السلام اے سرخیٔ بابِ پیمبرؐ السلام
السلام اے محشرِ دربارِ محشر السلام

اے حسینؑ اے قلبِ زہراؑ جانِ حیدرؑ السلام
خوگرِ غم صبر کے خاموش پیکر السلام
کربلا کے آفتابِ ہفت کشور السلام
مرکزِ حق محورِ منشائے داور السلام
السلام اے شاہِ دیں شاہِ زماں شاہِ اُمم
السلام اے راکبِ رہوار اندوہ و الم

السلام اے تو کہ محکم قصرِ ایماں تجھ سے ہے
السلام اے تو کہ پیہم حق نمایاں تجھ سے ہے
السلام اے تو کہ قائم حرفِ قرآں تجھ سے ہے
السلام اے تو کہ پرنم چشمِ انساں تجھ سے ہے
السلام اے تو کہ اک آتش فشاں خاموش تھا
السلام اے تو کہ سر تا پا مجسم ہوش تھا

السلام اے بے کس و بے آشنا و بے وطن
السلام اے ہمتِ مرداں کے پیکر پیر تن
السلام اے سرخ رو رنگیں قبا خونیں کفن
السلام اے جادۂ امکاں کی پائندہ کرن
السلام اے آسمانِ عزم کے نصف النہار
السلام اے رنج و غم کے بحر ناپیدا کنار

جنابِ علی اکبرؑ

السلام اے کربلا کے شیرِ نر کڑیل جواں
السلام اے شاہِ دیں کے ماہتابِ ضوفشاں
السلام اے تو کہ جس پر ہے فدا عمرِ رواں
السلام اے تو کہ تھا آفات میں آرامِ جاں
السلام اے تو کہ غربت میں عصائے پیر تھا
السلام اے تو کہ آہنگِ دلِ شبیر تھا

صورت و لحنِ نبیؐ مثلِ علیؑ جانباز تو
صبح دم کہسار میں گونجی ہوئی آواز تو
ہر نفس نفسِ اذاں تو ہر نفَس دم ساز تو
پائے جو تشنہ لبی میں تشنہ لب کا راز تو
السلام اے تو کہ توڑا جس نے باطل کا فسوں
السلام اے تو کہ گردوں جس کے آگے سرنگوں

نوک پر برچھی کے دل تیرا تڑپ کر رہ گیا
آگ جیسی ریت کے ذرّوں پہ خوں بہنے لگا
ایسی جرأت برچھیوں کے درمیاں سینہ کیا
تشنہ لب اے دین کے جانباز کیا کہنا ترا
السلام اے تو کہ تیرا قتل پیہم ارتعاش
السلام اے دستِ پیری پر جواں بیٹے کی لاش

حضرت ابوالفضل العباسؑ

اے علمدارِ حسینی زورِ بازوئے حسینؑ
تیری رگ رگ میں سرایت قوّتِ بدر و حنین
نہر پر قبضہ ترا تشنہ لبی کے بین بین
پیاس کے غلبے میں سقائی پہ سمٹا دل کا چین
السلام اے تو کہ تھا سرچشمۂ آبِ وفا
السلام اے تو کہ آیا مثلِ سیلابِ وفا

نہر سے پیاسا چلا اک جانِ تشنہ کے لیے
کر دیا دل سامنے ہر نوکِ نیزہ کے لیے
دونوں بازو کٹ گئے مشکِ سکینہ کے لیے
خاک نے بوسے ترے دستِ بریدہ کے لیے
السلام اے تو کہ دیکھا مشک پر تیرِ ستم
السلام اے تو کہ جس پر گر پڑا کوہِ الم

کربلا والے

سرورِ مظلوم کا دشتِ بلا میں گھر لٹا
اک تبسم بچ گیا گہوارۂ اصغر لٹا
خیمۂ ایماں جلا بیمار کا بستر لٹا
چادریں سر سے چھنیں سامانِ پیغمبرؐ لٹا
کارواں کی گرد سے پیدا رداؤں کو سلام
بیبیوں کے درد و غم کی انتہاؤں کو سلام

آسمانِ صبر کے سایہ نشینوں کو سلام
سینۂ بحر حوادث کے سفینوں کو سلام
پارہ پارہ دل لیے روشن جبینوں کو سلام
بے بہا گنجینۂ حق کے نگینوں کو سلام
السلام اے ریگزاروں پر بہتر نقشِ پا
السلام اے شہ رگِ یثرب شہیدِ کربلا

امام زین العابدینؑ

السلام اے شاہ کے غمخوار زین العابدینؑ
رنج کے کوہِ گراں سے بار زین العابدینؑ
عرصۂ دشوار اور بیمار زین العابدینؑ
دینِ حق کے قافلہ سالار زین العابدینؑ
السلام اے مبتلائے نوکِ خارِ بے حساب
السلام اے اضطراب و اضطراب و اضطراب

☆☆☆

Chashma-e-Faiz-e-Noor

by Saiyed Mehdi Jafar

